بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۵ — شمارہ ۳۳

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ — محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516

POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۲۹ ربیع الاوّل ۱۴۱۷ ہجری ۔ ۱۵ ظہور ۱۳۷۵ ہش ۔ ۱۵ اگست ۱۹۹۶ء

1504; Engr. M.Salam E.E.,
Power System Planning Directorate,
H.P.S.E.B. Vidyut Bhawan,
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۳ اگست (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کیلئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پُر نور کا حامی و ناصر ہو اور ہر قدم پر معجزانہ نصرت فرمائے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

"تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے"۔ (کشتی نوح)

○○○○○

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام)

○○○○○

"ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گزشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں۔ مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے"۔ (کتاب البریہ)

○○○○○

"اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۰)

○○○○○

فارسی منظوم کلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

مرا نہ زہد و عبادت نہ خدمت و کارے است
ہمیں مرا است کہ جانم رہین دلدارے است

میرے پاس نہ زہد ہے نہ عبادت نہ خدمت نہ کوئی اور کام۔ صرف ایک بات ہے کہ میری جان اس دلدار کے پاس گروی پڑی ہوئی ہے

چہ لذّتے است بہ رویش کہ جاں فدایش باد
چہ راحتے است بکویش اگرچہ خوں بارے است

اس کے چہرے میں ایسی لذت ہے کہ جان اس پر قربان ہے اس کی گلی میں عجب لطف ہے اگرچہ وہاں خون کی بارش ہوتی ہے۔

دوائے عشق نخواہم کہ آں ہلاکت ماست
شفائے ما بہ ہمیں رنج و درد و آزارے است

میں عشق کا علاج نہیں چاہتا کیونکہ اس میں ہماری ہلاکت ہے ہماری شفا تو اسی رنج و درد اور بیماری میں ہے۔

ان سب کو جو جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے ہیں یا آنے والے ہیں اور ان کو بھی جو نہیں آسکے دعاؤں میں یاد رکھیں اور انتظامات میں جو کمزوریاں ہوں ان سے جہاں تک ہو سکے عفو اور بخشش کا سلوک کریں

ایم ٹی اے کے لئے مختلف پروگراموں کی تیاری سے متعلق تفصیلی ہدایات

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء)

لندن (۱۲ جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے کینیڈا اور امریکہ کے دورہ کی مصروفیات کے مختصر ذکر کے بعد فرمایا کہ اب یو۔ کے۔ کا جلسہ آرہا ہے۔ احباب ان سب کو جو اس میں شمولیت کے لئے آگئے ہیں یا آنے والے ہیں اور ان کو بھی جو نہیں آسکے، سب کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور انتظامات میں جو کمزوریاں ہوں ان سے جہاں تک ہو سکے عفو اور بخشش کا سلوک کریں۔ عفو اور بخشش اپنی ذات میں اعلیٰ خلق ہے لیکن جو خدا کی خاطر عفو سے کام لے اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پر حق قائم فرمالیتا ہے کہ میں بھی اس سے عفو کا سلوک کروں۔ باقی صفحہ ۱۲ پر

جلسہ سالانہ قادیان ۱۰۵ واں ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۵ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۵ ہش / ۱۹۹۶ء (بروز جمعرات جمعہ۔ ہفتہ) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت

اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آٹھویں مجلس مشاورت کے لئے حضور انور نے ۲۹ دسمبر ۱۹۹۶ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرمادی ہے۔ امراء کرام و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ شوریٰ کے لئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوادیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵ ظہور ۱۳۷۵ ہش

بیر گنج سے شائع شدہ اخبارات کے جواب میں

اس وقت ہمارے سامنے نیپالی زبان میں چھپے ہوئے دو اخبارات ترائی آواز سیتا ہک پتر کہ اور گرامین بسماچار پکشک مطابق ستمبر، اکتوبر ۹۵ء ہیں جن میں نمایاں عنوانوں کے ساتھ ایک خبر مشترک طور پر شائع ہوئی ہے اور جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگاتے ہوئے احمدیوں کے متعلق غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بیر گنج وارڈ نمبر ۸ میں تعمیر شدہ مسجد میں تین اضلاع کی اسلامی تنظیموں نے متحد ہو کر احمدیوں کے خلاف جلسہ بھی کیا ہے اور احمدیوں کی مخالفت میں منظم ہونے کی اپیل کی گئی ہے اسی طرح ایک کثر مسلم تنظیم جماعت کے خلاف قائم کی گئی ہے۔

گرچہ ان بے ہودہ اعتراضات کا جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا جواب دیا گیا ہے تاہم ضروری ہے کہ ان اخبارات کیلئے بھی اس کا جواب دیا جائے ہر دو اخبارات کے ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کو شائع کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ پہلا الزام جماعت احمدیہ پر یہ لگایا گیا ہے کہ احمدی مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں اور اسی کی تبلیغ کرتے ہیں جبکہ قرآن مجید کے مطابق آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ

جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی آخری شرعی نبی مانتی ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ہرگز آخری نبی نہیں مانتی اور نہ آپ نے کبھی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ مخالفین کا سراسر بہتان ہے۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے احمدی آنحضورؐ کی ختم نبوت پر دوسرے اسلامی فرقوں کی نسبت ہزارہا درجہ کامل اور اتم ایمان رکھتے ہیں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلین

قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ کی غلامی میں نبی آسکتے ہیں یہی عقیدہ سلف صالحین کا ہے اور اسی پر ہم قائم ہیں اور اسی کی تبلیغ کرتے ہیں۔ جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جیسے شاخ اپنی جڑ سے جدا نہیں ہوتی اور عکس اپنے معکوس سے علیحدہ نہیں ہوتا اسی طرح آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور غلامی میں ہی تمام مراتب حاصل کئے ہیں جس کا اظہار آپ نے متعدد بار اپنے کلام نثر و نظم میں فرمایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

ایک الزام یہ لگایا گیا ہے کہ:

۸۷ سال قبل سے ہی مرزا غلام احمد انگریزوں کے غلام تھے اور جماعت احمدیہ انگریزوں کی خود کاشتہ جماعت ہے۔ ان کے مبلغ ولایتی ایجنٹ کے روپ میں نیپال میں داخل ہو کر تعلیم روزگار اور پیسے کا لالچ دے کر انپڑھ سیدھے سادھے لوگوں کو محمدؐ صاحب کے خلاف سبق پڑھاتے ہیں اور بعد میں پنجاب بھیجتے ہیں۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد ۱۸۳۵ء میں قادیان میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں وفات پائی جماعت کا قیام ۱۸۸۹ء میں فرمایا جس پر ۱۰۷ سال ہو رہے ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تھی کیا اس وقت ہندوستان میں بسنے والے سب لوگ انگریزوں کے پٹھو بن گئے۔ یہ حکومت چونکہ مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہ کرتی تھی۔ اور مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے کی سب کو آزادی تھی اور انصاف پسندی کی وجہ سے بھی یہ مشہور تھی۔ اس لئے حضور نے ان کی ان خوبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس حکومت میں رہو اس کے مطیع و فرمانبردار رہو اور احمدی لوگ جس ملک میں رہتے ہیں اس کے سچے فرمانبردار ہوتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں اسی قسم کی فرمانبرداری کے دیگر مسلم راہنماؤں نے فتوے دئیے اور اس پر عمل کیا۔

جہاں تک انگریزوں کے خود کاشتہ پودا ہونے کا تعلق ہے تو یہ بات سراسر عقل کے خلاف ہے کیونکہ انگریزوں کی ہندوستان میں آمد کا مقصد ہی عیسائیت کو پھیلانا تھا اور آپ سراسر ان کی تعلیمات و عقائد کے خلاف تھے اور اپنے عقائد تفصیل سے ان پر بیان کئے اور ان کو اس کی دعوت خاص و عام دی جیسے کہ دیگر اقوام کی طرف آپ نے اپنے عقائد کی دعوت دی وہ یہ کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے ہیں جو کہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ فوت ہو کر زمین میں دفن ہوئے ہیں انگریز اس عقیدے کے خلاف تھے گویا جس مقصد کو لے کر انگریز آئے تھے آپ نے بالخصوص اس کی تردید کی۔ اور دنیوی لحاظ سے بھی آپ کی آواز اس وقت قادیان اور پنجاب میں بھی نہ پھیلی تھی لہٰذا انگریز کوئی بے وقوف قوم نہ تھی کہ ایسے شخص کو جس کی خاص حیثیت بھی نہیں اور ویسے بھی وہ ان عقائد کا مخالف ہے جس کو وہ پھیلانا چاہتے تھے اپنا ایجنٹ بنا لیتے۔ ہر دو کے مقاصد میں زمین و آسمان کا فرق بھی تھا۔ دوسری طرف مسلمانوں کے وہ فرقے اور تنظیمیں جو عقائد میں کسی قدر ان کے موافق تھے اور ان کی شہرت بھی زیادہ تھی موجود تھے۔ چنانچہ حقیقت بھی یہی ہے کہ انگریزوں نے اپنے مفاد ان سے وابستہ کر دئے اور ان کو خود فائدہ پہنچایا چنانچہ ندوۃ العلماء کی بنیاد خود ایک انگریز نے رکھی اور ہر سال ۵۰۰ روپے انگریزی سرکار حکومت وظیفہ ملتا رہا۔

مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ انگریزی حکومت کے خلاف جہاد جائز نہیں اس فتوے کو استعمال کر کے جنگ عظیم دوم میں مسلمان نوجوانوں کو انگریزوں کے حق میں جنگ کیلئے تیار کیا۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں میں ملکہ عالیہ کی شان میں قصیدہ پڑھا جاتا جس میں اسے ظل الٰہی اور سایہ خدا گردانا جاتا۔ اس کے علاوہ انگریزی حکومت کے زیر سایہ پلنے والے بہت سے مسلمان راہنماؤں نے انگریزوں کے مفاد میں راگ الاپے۔ ان سب کو کیوں انگریزوں کا ایجنٹ یہ لوگ نہیں کہتے!

جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام کے خادم ہیں نہ کہ ولایتی حکومت کے اور اسلامی تعلیم کو لے کر ہی روز اوّل سے ساری دنیا میں جاتے ہیں اور یہی تعلیم لے کر نیپال میں بھی گئے اور ۱۵۶ ممالک میں باقاعدہ ہمارے مشن قائم ہیں اور اسلامی تعلیم میں نہ تو جبر و اکراہ ہے نہ ہی لالچ اور نہ کبھی کسی مبلغ نے روزگار یا پیسہ کا لالچ دیا ہے ہاں دینی تعلیم ضرور سکھائی جاتی ہے جو کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ خود بھی سیکھے دوسروں کو بھی سکھائے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے خیرکم من تعلم القرآن و علمہ۔ قادیان میں اس کے سکھانے کے لئے درسگاہ قائم ہے جہاں باضابطہ تعلیم دی جاتی ہے اور یہاں مختلف جگہوں سے آکر طلباء دینی علم حاصل کرتے ہیں۔

جہاں تک انپڑھ سیدھے سادھے لوگوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سبق پڑھانے کا تعلق ہے تو یہ بھی سراسر بہتان ہے۔ احمدیت کا پیغام ہر شخص تک پہنچایا جاتا ہے جہاں کم علم لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں وہاں تعلیم یافتہ اور شریف اور سنجیدہ لوگوں کی بھی کمی نہیں! اور یہ بات ہی خلاف عقل ہے کہ کسی غلط عقیدہ کو منوا لینا اور پھر اس کے متعلق تحقیق کرنے کے ذرائع بھی بتا دینا کیا یہ اپنا راز فاش کرنے کی حماقت نہیں! اسی لئے دوسرے مولوی ملّاں پڑھنے سے منع کرتے ہیں تاکہ کوئی پڑھ لکھ کر ان کی حقیقت نہ جان لے جماعت احمدیہ پڑھنا لکھنا بھی سکھاتی ہے تاکہ لوگ کسی کے کہے سنے پر آنے کی بجائے اپنے علم کی بناء پر حق و باطل میں تمیز کر سکیں اور اپنے دینی مسائل خود حل کر سکیں اور کسی کے محتاج نہ رہیں۔

ایک اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ کیا گیا ہے کہ مذہبی تعلیمات کی بناوٹی اور غلط تفسیر کر کے سیدھے سادھے لوگوں پر اپنا اثر قائم کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مذہبی تعلیمات کی وہی تفسیر کی ہے جو قرآن مجید اور حدیث کے مطابق ہے۔ اور اس کے مؤید سلف صالحین بھی ہیں اس سے ہٹ کر آپ نے کوئی تفسیر نہیں کی ترقی یافتہ موجودہ زمانے کے مطابق قرآن مجید کے حقائق و معارف بھی آپ نے بیان کئے ہیں اور آپ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن ایک زندہ کتاب ہے اور زمانہ خواہ کتنی ترقی کر جائے قرآن مجید میں ان سب ترقیات اور پیدا ہونے والے تمام مسائل کا حقیقی حل قرآن مجید پیش کرتا ہے۔

ایک الزام یہ لگایا گیا ہے کہ انگریزی خیال کے تحت پیدا ہوا قادیانی دھرم دنیا میں اپنا خفیہ دفتر قائم کر کے انتہا پسندی پھیلاتا ہے جس کا پردہ آج فاش ہوا ہے۔

اس کا جواب کسی قدر پہلے آچکا ہے مزید یہ عرض ہے کہ قادیانی دھرم کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق قائم شدہ حقیقی اسلامی جماعت ہے اور روز قیام سے ہی اپنے مشن کے پھیلانے کے لئے خفیہ نہیں بلکہ اعلانیہ مختلف ذرائع سے اپنے عقائد و مساعی نیز امن پسند تعلیم کا۔ پوری دنیا کو پیغام پہنچا رہی ہے اور دنیا کے کونے کونے میں اس کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ اور اپنی صلح جو امن پسند تعلیم اور رفاہ عامہ کے کاموں کے سبب ہر جگہ عزت و احترام سے جانی جاتی ہے۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ اس کے خفیہ دفتر اور (باقی ص ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

اپنی تبلیغ میں وہ کردار پیدا کریں جس کردار کو آپ الٰہی صفات کی جھلک قرار دے سکتے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۷ جون ۱۹۹۶ء مطابق ۷ احسان ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۴﴾

(سورہ حم سجدہ آیت ۳۴)

اور اس شخص کے قول سے زیادہ خوبصورت کس کا قول ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے مگر شرط یہ ہے کہ خود نیک اعمال بجالانے والا ہو اچھے اعمال کے نمونے دنیا کے سامنے پیش کرے پھر یہ کہے "وقال انی من المسلمین" اور کہے میں تو مسلمان ہوں، مسلمانوں میں سے ہوں۔

یہ وہ آیت کریمہ ہے جس کے متعلق میں نے ہالینڈ کی جماعت کے سالانہ اجلاس سے خطاب کیا تھا اور یہ وہ آیت کریمہ ہے جس کے پہلو لامتناہی ہیں، جو ختم ہوتے ہی نہیں۔ اس پر آپ جتنا غور کرتے چلے جائیں آپ کو مزید اس کے گہرے راز دکھائی دینے لگتے ہیں اور وہ موتیوں کی طرح چمکتے ہیں اور ماحول کو روشن کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں اور اس آیت کا تعلق ہی ماحول کو روشن کرنے سے ہے۔ دعوت الی اللہ کے مقاصد بھی بیان ہوئے، اس کے طریق بھی بیان ہوئے، اس کے سربستہ راز بھی اس میں کھولے گئے اور ہر اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کی ایک داعی الی اللہ کو ضرورت پیش آتی ہے۔ آج کل چونکہ دعوت الی اللہ کا کام دنیا میں زوروں پر ہے کیونکہ اس دعوت کا نتیجہ ہمارے جلسہ سالانہ یو۔کے۔ کے اختتامی دن میں نکلتا ہے اور پچھلے کچھ عرصے سے یہ روایات بن رہی ہیں کہ جتنے بھی تمام نئی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کو اس آخری روز یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ٹیلی ویژن کے ذریعے عالمی بیعت میں شامل ہو جائیں اور یہ درست ہے کہ سب کے لئے تو ناممکن ہے مگر ان کے نمائندے ضرور دنیا کی ہر قوم میں سے، ہر ملک میں سے، ہر فرقے میں سے نمائندگی کے ذریعے بیعت کرتے ہیں اور یہ بیعت واقعۃً کل عالم میں ہو رہی ہوتی ہے اور ان کی اپنی اپنی زبان میں ہو رہی ہوتی ہے۔

پس یہ ایک ایسا خوبصورت نظارہ ہے اور ایسا روح پرور نظارہ ہے جس کی مثال اس سے پہلے سوائے بائبل کی پیش گوئی کے اور کسی جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ عہد نامہ جدید میں پیش گوئی کے رنگ میں تو یہ بات بتائی گئی تھی مگر واقعۃً جو بات بیان کی گئی وہ حضرت مسیح کے زمانے میں کبھی رونما نہیں ہوئی اس لئے آئندہ مسیح کے متعلق پیش گوئی تھی اور اس کو چونکہ پیش گوئی سے تصدیق حاصل ہے اس لئے اس سنت کو کوئی بدسنت قرار نہیں دے سکتا۔ ایک ایسی سنت حسنہ ہے جس کی دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے بنیاد رکھی تھی اور پیش گوئی کے ذریعے اس پر صاد فرمایا تھا کہ ایک بہت عظیم واقعہ ہونے والا ہے کہ بے شمار زبانیں بولی جائیں گی، بے شمار زبانوں میں خدا کی تسبیح و تحمید کی جائے گی اور لوگوں کو یہ عجیب دکھائی دے گا کہ وہ زبانیں جو وہ جانتے نہیں ہیں وہ کچھ نہ کچھ پیغام کسی نہ کسی سننے والے کو ضرور دے رہی ہیں۔ یعنی سننے والے کے لئے اگر وہ اردو جانتا ہے تو اردو میں تو پیغام مل رہا ہے باقی شور سنائی دیتا ہے۔ اگر وہ انگریزی جانتا ہے تو اردو بھی شور میں شامل ہو جاتی ہے اسے صرف انگریزی کی سمجھ آتی ہے۔ اگر وہ کوئی غانین زبان جانتا ہے تو وہی معنی خیز آواز بن کر اس کے کانوں میں پڑتی ہے باقی سب زبانیں انگریزی اردو ہر چیز محض ایک شور بن جاتی ہے۔ تو یہ جو واقعہ ہے یہ الٰہی تائید یافتہ واقعہ ہے۔ اس لئے یہ جب جلسے کے دن قریب آتے ہیں تو میں جماعت کو یاد دہانی کراتا ہوں کہ امسال پھر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو جماعت کو اس سے پہلے چند سالوں میں توفیق بخشی ہے کہ ہر سال عالمی بیعت کی تعداد دگنی ہو رہی ہے تو خدا تعالیٰ امسال بھی اسے دگنا کر دے۔ مگر جب دگنا کرے تو اس کے تقاضے بھی ہیں جو پورے کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے گزشتہ سال چونکہ ایک ایسی جگہ تعداد پہنچ چکی تھی جہاں دگنے کے تصور سے جہاں لطف آتا تھا وہاں خوف بھی پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے جماعت سے یہ درخواست کی تھی کہ آپ یہ دعا کریں کہ اے اللہ اگر یہ دگنا پھل ہمیں سنبھالنے کی توفیق ملنی ہے تو پھر دگنا کر دے ورنہ پھر ہماری توفیق بڑھا۔ جب تک توفیق نہ بڑھائے پھل سمیٹنے کی طاقت ہی انسان کو نہیں ہو سکتی۔ اس لئے پھل پیدا کرنا تو اس کا کام ہے۔ پھل سمیٹنے کی توفیق تو ہماری توفیق ہے۔ جب تک ہمیں عطا نہیں کرے گا اس وقت تک ہم ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتے جو آنے والے مہمانوں کی ذمہ داریاں ہیں۔

پس یہ جلسہ جو آنے والا ہے یہ کچھ مہمان تو لے کے آئے گا، کچھ کل عالم میں آنے والے خدا کے مہمان ہیں جو اس پہلو سے عزت کے لائق بھی ہیں، خدمت کے حقوق بھی رکھتے ہیں مگر تربیت کے بھی محتاج ہیں۔ اور تربیت کے پہلو سے جماعت احمدیہ پر اس کی اولین ذمہ داری ہے۔ یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں یہ تربیت کا راز بھی سکھا دیا گیا۔ فرمایا بات تو بہت خوبصورت ہے کہ خدا کی طرف بلاتے ہو اور ہر بلانے والا جو مذہب سے تعلق رکھتا ہے خدا ہی کی طرف بلاتا ہے۔ لیکن اس قول کی خوبصورتی تمہارے عمل کے حسن سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر تمہارا کردار حسین ہے تو پھر بلانے والا بھی حسین دکھائی دے گا اور جس طرف بلایا جا رہا ہے وہ بھی حسین دکھائی دے گا۔ اور پھر اس بات میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ مگر بلاؤ اس نام پر کہ وہ بہت ہی پیارا اور کامل خدا ہے تمام قدرتوں کا مالک ہے، سب حسن کا منبع ہے اور تم خود بدیوں کے منبع بنے ہو، تم سے بداخلاق پھوٹ رہے ہیں، تمہاری ادائیں ناپسندیدہ ہوں، تمہارا معاشرے میں کردار ناپسندیدہ ہو، تمہارا گھر میں کردار ناپسندیدہ ہو، تمہارا دوستوں سے لین دین میں معاملات میں کردار ناپسندیدہ ہو اگر یہ حالت ہے تو خدا کی طرف بلانے کا تمہیں حق بھی کیا پہنچتا ہے۔ اور اگر بلاؤ گے تو ناواقف سمجھیں گے کہ ایسے خدا کا مرید ہے جیسا یہ آپ ہے اور اس خدا میں کس کو دلچسپی پیدا ہوگی۔ پس لازم ہے کہ تم بلانے کے ساتھ اپنے کردار کو شایان شان بناؤ۔ جس ذات کی طرف بلا رہے ہو اس کی کچھ صفات اپنے اندر جلوہ گر کرو۔ اور کوئی سننے والا تمہاری دعوت پر کان نہیں دھرے گا جب تک اس کی آنکھیں تمہاری ذات میں وہ حسن نہیں دیکھتیں جو حسن اس خدا کی طرف منسوب ہوتا ہے جو کل عالم کا خالق ہے۔

پس یہ وہ مضمون ہے "عمل صالحا" والا جس کی طرف توجہ دلانا اس لئے بھی مقصود ہے کہ تربیت کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ دنیا میں تربیت کے لئے قول اور عمل یہ دو ہی چیزیں ہیں جو کام کیا کرتی ہیں۔ مگر ہر وہ قول جو عمل کی تائید سے خالی ہو وہ تربیت میں بھی ناکام رہتا ہے اور تبلیغ میں بھی ناکام رہتا ہے۔ پس تبلیغ کی کامیابی کا راز بھی جہاں ایسے عمل میں ہے جو خوبصورت قول کی تائید کرنے والا ہے وہاں تربیت کی کامیابی کا راز بھی اس نیک عمل میں ہے جو خوبصورت قول کی تائید کرنے والا ہے۔ یہ جب کر دو پھر تمہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ کہو میں مسلمان ہوں۔ اب اس میں دیکھیں آج کی دنیا کی کتنی خرابیوں کا حل موجود ہے جو عالم اسلام کے راہنماؤں کی طرف سے دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ جو مرضی کردار ہو، قتل و غارت کی تعلیم دے رہے ہوں، دنیا کے امن برباد کر رہے ہوں اور بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اگر عمل بد ہوں تو کم سے کم چھپانے ہی کی کوشش کرو۔ حیا کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت اپنے رشتے ظاہر نہ کرو۔ وہ لوگ جو جرموں میں پکڑے جاتے ہیں بسا اوقات اپنے ماں باپ کا نام نہیں بتاتے اگر ان کو علم ہو کہ ماں باپ کی عزت کو خطرہ ہے۔ ان کا بڑا نام جو ہے وہ گلیوں میں رسوا ہو جائے گا تو اس سے آپ لاکھ پوچھیں وہ کہے گا نہیں میں نے کچھ نہیں بتانا۔ جو احمق ہیں وہ ماں باپ کے اونچے نام کی حفاظت میں آنے کی خاطر اپنی بدیوں کے وقت بھی ان کو استعمال کر لیتے ہیں۔

تو دیکھنا یہ ہے کہ تمہاری تبلیغ کیا رنگ رکھتی ہے۔ کیا تم خدا کے نام کے اندر، اس کی حفاظت میں اپنی بدیاں لا رہے ہو اور خدا کا نام لے کر، اس کی طرف دعوت دے کر اپنے اعمال سے دنیا کی نظروں میں پوشیدہ ہو رہے ہو یا دنیا کی نظروں سے اپنے اعمال پوشیدہ کر رہے ہو کہ یہ تو خدا کی طرف بلانے والا ہے یہ تو اچھا ہی ہوگا۔ اگر یہ بات ہے تو یہ منافقت ہے۔ اس کا حقیقت سے سچائی سے اور آپ کے خدا کی طرف

دعوت دینے سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے بلکہ ایسے معاملات ہمیشہ دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے تبلیغ کے ساتھ ساتھ یا دعوت الی اللہ کا جو معاملہ ہے۔ دعوت الی اللہ ہی کے ساتھ ساتھ میں کہوں گا، تربیت کے وہ تقاضے بھی پورے کرنے ہونگے جو آپ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ تقاضے بھی پورے کرنے ہونگے جو آنے والوں کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ تقاضے بھی پورے کرنے ہونگے جن کے نتیجے میں آنے والے آتے ہیں۔ وہ تقاضے پورے نہ ہوں تو آتے ہی نہیں۔ پس یہ وہ تین پہلو ہیں "عمل صالح" کے جو میں ایک دفعہ پھر اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ہر وہ قول جو عمل کی تائید سے خالی ہو وہ تربیت میں بھی ناکام رہتا ہے اور تبلیغ میں بھی ناکام رہتا ہے

وہ تقاضے جو بلانے والے کے تقاضے ہیں ان میں یاد رکھیں کہ تب تک کسی تبلیغ میں کسی سننے والے کو کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی جب تک تبلیغ کرنے والے کی ذات میں دلچسپی پیدا نہ ہو۔ ذات میں دلچسپی ضروری ہے۔ اور اگر ایسا کوئی شخص بداعمالیوں میں مشہور ہے تو اس کی ذات میں بھی دلچسپی لینے والے ہونگے اور جو نیکیوں میں شہرت پا جاتا ہے اس کی ذات میں بھی دلچسپی لینے والے ہوتے ہیں۔ لیکن "کند ہم جنس باہم جنس پرواز" جو ایک تھیلی کے چٹے بٹے ایک ہی جگہ اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں۔ پس خدا کی طرف بلانے والے کے لئے اگر وہ خدا کی صفات سے عاری ہے، کامیابی سے تبلیغ کرنے کا کوئی بھی امکان نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی شخص خدا کی صفات کسی ذات میں جلوہ گر نہ دیکھے اس کو خدا کی طرف توجہ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر صفات کو جلوہ گر دیکھے گا تو وہ لوگ جو بد ہیں وہ اس طرف رخ بھی نہیں کر سکیں گے۔ سوائے ان بدوں کے جن کے دلوں میں اس کے حسن کردار کی وجہ سے ایک انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ پس سب سے پہلے تو تبلیغ Selective ہو جاتی ہے اور یہ بہت ہی اہم کام ہے۔ ورنہ لوگ عمل کی تائید کے بغیر جو تبلیغ کرتے ہیں تو اینٹ پتھر روڑے کو بھی تبلیغ کرتے چلے جاتے ہیں اور کہیں اتفاق سے اچھی زمین بھی مل جاتی ہے۔ اور وہ بیج پتھریلی زمینوں پہ بھی پھینکتے رہتے ہیں اور عام بیج کو قبول کرنے والی زمینوں پر بھی کبھی کوئی بیج پڑ جاتا ہے۔ مگر انہیں تمیز کوئی نہیں ہوتی اور کوئی ذریعہ تمیز ان کو میسر نہیں ہوتا۔ اگر ایک احمدی سوسائٹی میں اس طرح مل جل کر رہ رہا ہے کہ اسے کوئی وجہ امتیاز نصیب نہیں ہوئی، اس کے عمل کی خوبی نے اسے اپنی ذات میں ایک Class بنا کر، ایک پہچان بنا کر اسے ابھارا نہیں ہے تو اس کے گرد ہر قسم کے لوگوں کا اجتماع ویسے ہی رہے گا جیسے ہر شخص کے گرد روزمرہ کے کاموں میں کچھ نہ کچھ لوگوں کا اجتماع ہو ہی جایا کرتا ہے۔ دفتر میں جاتا ہے، سکول میں جاتا ہے، کالج میں جاتا ہے جیسا بھی زندگی بسر کر رہا ہے وہ لوگوں میں سے ایک انسان ہے اور نیک و بد ہر قسم کے اس کے گرد موجود رہیں گے۔ اب وہ تبلیغ کرے گا تو نیک و بد سب کو ہی کرے گا۔ اور چونکہ اس کی ذات میں نہ نیک کو دلچسپی ہے نہ بد کو دلچسپی ہے اس لئے سارے ہی سنی ان سنی کریں گے۔ اور خصوصیت کے ساتھ جو بد ہیں وہ پھر بسا اوقات ایسے شخص کی کوششوں میں روک ڈالنے کے لئے شرارت بھی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ پہلو وہ ہے جو میں ایک دفعہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اس وقت پیش نظر نہیں ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ اگر ایک انسان کا کردار اچھا ہو اور نمایاں طور پر اچھا ہو تو لازماً معاشرے کے بہترین لوگ اس کے گرد اکٹھے ہونے لگتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو عملاً اصلاح شدہ نہ بھی ہوں مگر دل میں نیکی کا بیج ہے وہ بھی اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ دیکھو گند کی مکھی گند ہی کی طرف جاتی ہے اور شہد کی مکھی پھولوں کا رس چوستی ہے۔ یہ فطری تقاضے ہیں جو ان دونوں کی ان آماجگاہوں کی تفریق کرتے ہیں جہاں انہیں جا کر اترنا ہے اور وہاں سے کچھ پھل یا گندگی کا رس چوسنا ہے۔ تو اس پہلو سے پہلی تفریق تو آپ کے اعمال اس طرح کریں گے کہ آپ کے گرد اگر آپ اچھے ہیں تو اچھے لوگ اکٹھے ہونگے۔ اگر بد ہیں تو بد لوگ اکٹھے ہونگے۔ اور بد کے لئے تو تبلیغ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب نیک انسان اچھے ماحول میں نیک لوگوں کو تبلیغ کرتا ہے تو اس کے لئے پھل پیدا ہونے کے، پھل لگنے کے امکانات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ پس ایک نیک عمل کا یہ نتیجہ ہے۔ دوسرا یہ کہ باوجود نیک ہونے کے لوگوں کو عملاً آج کی دنیا میں خدا میں دلچسپی نہیں رہی اور اس عدم دلچسپی کی وجہ محض ذاتی بدی نہیں ہے نیکوں میں بھی عدم دلچسپی پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا ان کے لئے ایسی حقیقت ہے جو دنیا سے دور ہٹ چکی ہے۔ اس کا دنیا کے روزمرہ کاموں سے تعلق نہیں رہا۔ اور تمام مذاہب میں یہ بدبختی آ چکی ہے کہ ان کے رہنما عقائد کے لئے تو بھڑتے ہیں اور فرقوں کو فرقوں سے اور مذاہب کو مذاہب سے لڑا دیتے ہیں مگر نیک اعمال کے لئے ان کے اندر کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی، کوئی ہیجان پیدا نہیں ہوتا، کوئی فکر لاحق نہیں ہوتی۔ ایسے فرقے جہاں نیکی پر اس قدر زور ہو کہ اگر کوئی شخص اصلاح نہ کرے تو ایک پورا انظام اس کے ساتھ اس کے اوپر اپنے آپ کو وقف کر دے۔ اس کا گھیرا ڈالے۔ اس کی برائیاں دور کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے فرقے کہاں ہیں سوائے جماعت احمدیہ کے۔ صرف جماعت احمدیہ ہے جہاں یہ ایک نظام کے طور پر کل عالم میں کام ہو رہا ہے کہ بدی کی بیخ کنی کرنی ہے، نیکی کو نافذ اور ثابت کرنا ہے اور نیکی کی نشوونما کے لئے انفرادی اور اجتماعی کوششیں کرنی ہیں۔ دنیا کے جتنے مذاہب ہیں ان کے ماننے والے اکیلی اکیلی بھیڑوں کی طرح ہیں جو ایک ہی جنگل میں ملتی ہیں۔ مگر کوئی ان بھیڑوں کا نگہبان نہیں ہے، کوئی گڈریا نہیں ہے جو ان کی حفاظت کرے۔ پس اس پہلو سے لوگوں کے اندر عملاً نیکی اور نیکی کے منبع یعنی خدا تعالیٰ کی ذات میں دلچسپی کم ہوتے ہوتے تقریباً مٹ چکی ہے۔ پس جن لوگوں کو میں نے نیک کے طور پر تعارف کروایا تھا میری مراد عرف عام کی نیکیاں ہیں۔ عرف عام میں نیکیاں طبیعت کا حصہ ہوتی ہیں۔ بعض لوگ ایسے خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں جہاں سلیقے والی مائیں، سلیقے والے باپ ان کو میسر آتے ہیں، خاندانی روایات ہیں جو بڑی دیر سے بعض اخلاق کی حفاظت کر رہی ہیں اور ان کا خود بخود بڑے ہو کر نیک ہو جانا کوئی تعجب کی بات بھی نہیں اور نہ ان کے خدا رسیدہ ہونے کی علامت ہے۔ پس نیکیوں میں بھی ضروری نہیں کہ خدا رسیدگی پائی جائے نیکیوں میں بھی ایک ایسی کیفیت پائی جا سکتی ہے جو نیکیاں دنیا کے اتفاقات کے نتیجے میں معاشرے کے از خود پیدا ہونے والے امن کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں اور ان کا مذہب اور خدا سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔ تو ایسے نیک لوگ بھی آپ کو دکھائی دیں گے جن کو آپ تبلیغ کریں گے تو نیکی کی وجہ سے، مزاج کی ہم آہنگی کی وجہ سے آپ کی طرف آئے تو ہیں لیکن جب آپ تبلیغ کریں گے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہیں اور تم ہمیں کیا بنا لو گے۔ جھوٹ ہم نہیں بولتے، کسی کا مال نہیں کھاتے۔ جہاں تک خدمت کا تعلق ہے بنی نوع انسان کی جو خدمت ہے وہ ہم کرتے ہیں اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ تمہارے خلاف بھی جب کوئی بدتمیزی یا غلط بات کریں تو ہم ہمیشہ تمہاری حمایت کرتے ہیں تو اور انسانیت کیا ہے۔ پس یہ سب کچھ ہم میں ہے۔

تب تک کسی تبلیغ میں کسی سننے والے کو کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی جب تک تبلیغ کرنے والے کی ذات میں دلچسپی پیدا نہ ہو

مگر خدا تعالیٰ نے جو نیکی کی تعریف کی ہے وہ محض عمل تک محدود نہیں رکھی دعوت الی اللہ کو اس میں شامل کر دیا ہے۔ پس نیکی کا ایک اور مضمون اس سے ابھرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ شخص جو خدا سے نیکیاں پاتا ہے اسے تو ایک جنون سا لگ جاتا ہے کہ اتنی حسین ذات ہے اور اتنی دلکشی اس میں پائی جاتی ہے کہ میں نے جو کچھ پایا اس سے پایا ہے، میں لوگوں کو بھی اس کی طرف بلاؤں۔

اب اس مضمون کو سمجھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی آپ کو سمجھ آئے گی ورنہ اس کا کوئی شعور آپ کو میسر نہیں آ سکتا۔ درثمین اردو پڑھیں یا فارسی پڑھیں یا عربی پڑھیں بے اختیار دعوتیں پائی جاتی ہیں۔ اس قدر بے اختیار ہیں اور نثر میں بھی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسان تڑپ رہا ہے بے چینی سے کہ جو کچھ میں نے پایا ہے میں لوگوں کو کیوں نہ دکھاؤں۔ وہ دوا کہاں سے لاؤں جو کانوں کو شفا بخشے کہ وہ آوازوں کو سن سکیں۔ اس قسم کے غیر معمولی قوت کے جذبے کہ سب کچھ ہم نے خدا سے پایا ہے، ہم اس خدا کو تمام دنیا سے روشناس کرا دیں یہ وہ دعوت الی اللہ ہے جو نیک عمل کے ساتھ ملحق ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ نیک عمل ممنون احسان ہے اللہ کا، اللہ کے نتیجے میں ہے اس لئے ایسا نیک عمل کرنے والا ضرور خدا کی طرف بلائے گا۔ اور اس کے اعمال کا اور عام دنیا دار کے اعمال کا یہ فرق ہو گا کہ دنیا دار کی نیکیاں کسی خدا کے تصور کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتیں اور ان کی نیکیاں ان کی ذات کے ساتھ مر جاتی ہیں اور ان میں بقاء اور استحکام کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ ایک یہ بھی فرق ہے جس کا تعلق استقرار اور استحکام سے ہے۔

خدا کی طرف سے جو نیکیاں آتی ہیں چونکہ خدا کی ذات کو دوام ہے اور ہمیشگی پائی جاتی ہے اس لئے انسان کی وہ نیکیاں جو خدا سے سیکھتا ہے ان میں بھی ایک دوام ہے اور ایک استقلال پایا جاتا ہے۔ انفرادی ہوں یا قومی ہوں، حالات گردوپیش خواہ کیسے ہی بدلتے رہیں ان کی نیکیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ **لیکن وہ قومیں جو دنیا میں نیکیاں دنیا کے اطوار سے سیکھتی ہیں یا اپنی خاندانی روایات سے سیکھتی ہیں ان کی نیکیوں میں کوئی استقلال نہیں ہوا کرتا۔** جب قومی ابتلا آتے ہیں تو ان میں سے سچے سے سچا بھی جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے قوم کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ وہ جو عام دنیا میں روزمرہ کے کاموں میں کسی شخص کو دھوکہ نہیں دیتا جب قوم کی کسی مسند پر براجمان ہو اور باقی دنیا کے ساتھ معاملات میں دھوکے کی ضرورت پیش آئے تو اس کا دھوکہ نہ دینا قوم سے دھوکہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ غیر قوموں کو دھوکہ نہیں دیتا تو اس کی قوم اسے دھوکہ باز کہے گی کہ اس نے قوم کے حقوق کو جیسا کہ ادا کرنے کا حق تھا ادا نہیں کیا۔ تو ساری تعریفیں بدل جاتی ہیں اور نیکی کے ساتھ استقلال کا کوئی جوڑ دکھائی

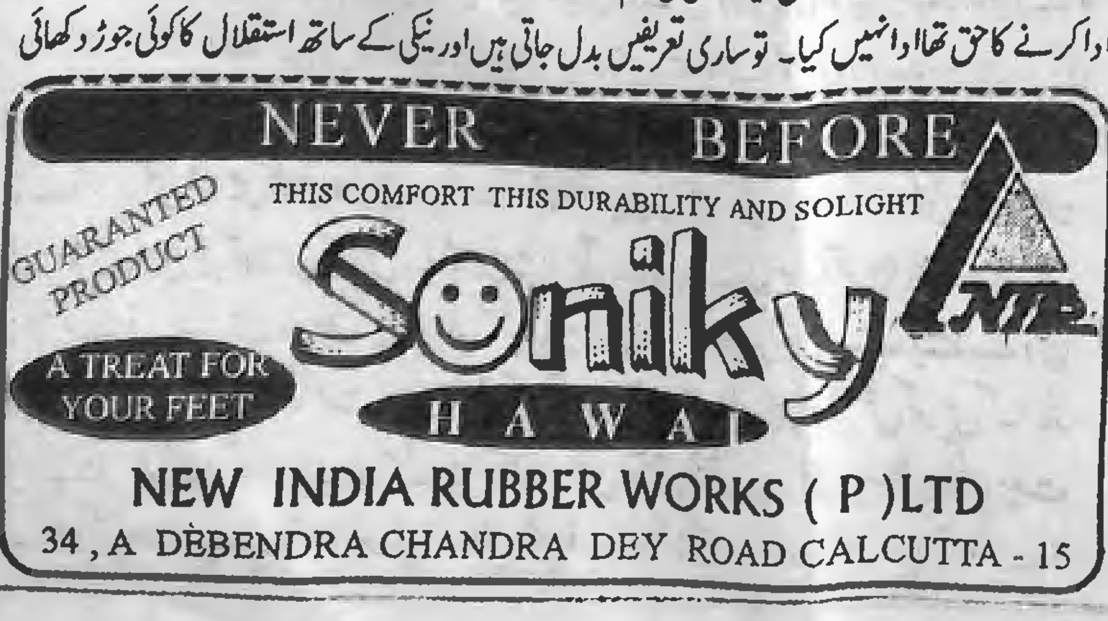

نہیں دیتا۔ صرف ایک ذات ہے جس سے پیدا شدہ نیکی میں استقلال اس شان کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ کائنات الٹ پلٹ جائے تب بھی نیکی کی تعلیم وہی رہے گی۔ انبیاء علیہم السلام اس کی بہترین مثال ہیں۔ ان کی نیکیاں وقت سے آزاد ہیں اور حالات سے بالا ہوتی ہیں۔ وہ امن کے حالات ہوں یا جنگ کے حالات ہوں ان کی سچائی ہمیشہ سچائی رہے گی۔ سچائی ان کے خلاف جائے گی تب بھی سچ ہی بولیں گے اور یہ خدائی نیکی کی پہچان ہے۔ اس لئے تبلیغ کے دوران ایسے لوگوں سے جب آپ گفتگو کرتے ہیں جو نیک مزاج کی وجہ سے آپ کے گرد اکٹھے ہوئے ہیں تو آپ کو یہ فرق ان کو دکھانا ہوگا۔ ورنہ ان کو خدا میں کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوگی۔ ان کو بتانا ہوگا کہ تمہارے اور میرے درمیان یا تمہارے اور خدا والوں کے درمیان ایک فرق ہے اور بڑا نمایاں فرق ہے۔ اور جب تک وہ فرق پیدا نہ ہو کسی انسان کی نیکی، کسی معاشرے کی نیکی بھی بنی نوع انسان کو بچانے کے کام نہیں آ سکتی۔

خدا تعالیٰ نے جو نیکی کی تعریف کی ہے وہ محض عمل تک محدود نہیں رکھی، دعوت الی اللہ کو اس میں شامل کر دیا ہے

پس دیکھئے انبیاء کا آغاز ہی ایک ایسی نیکی سے ہے جس کے ساتھ جتنا تعلق جوڑیں ان کے خلاف جاتی ہے۔ سچائی کا اعلان کرتے ہیں۔ توحید کامل کا اعلان کرتے ہیں اور یہ نیکی کا اعلان ہی ہمارے لئے ابتلا کا موجب بن جاتا ہے۔ جس نے سچائی کی خاطر ہر مصیبت سہہ لی اس کے متعلق کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی نیکی عارضی تھی اور وقت بدلنے کے ساتھ بدل سکتی تھی۔ اور یہی انبیاء کی اپنی صداقت کا ایک ثبوت ہے اور خدا کی ہستی کا ثبوت ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے ایک نیک وجود کا ہونا ضروری ہے۔ انبیاء کے بغیر کوئی دنیا کی دلیل خدا تعالیٰ کی ہستی کو اس طرح لوگوں کے دلوں میں جانشین نہیں کر سکتی یعنی حقیقت کے طور پر جانشین نہیں کر سکتی کہ جو ان کے اعمال اور اخلاق کی کایا پلٹ دیں۔ یہ ایمان جو خدا کی ذات پر پیدا ہوتا ہے اس کے لئے ثبوت ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ اور ہر شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ میں خدا کا قائل ہوں اور وسیلے کے بغیر بھی گزارا ہو سکتا ہے، جھوٹا ہے۔ کیونکہ سچے خدا کا یقین کامل اسی ہستی کے ذریعے ممکن ہے جس کی سچائی کو بار بار زلزلے درپیش آئے ہوں، ہر قسم کے جھٹکے ملے ہوں اور وہ سچائی یوں لگے جیسے ان کی جان لے کر رہے گی وہ جان دینے پر آمادہ رہے مگر سچائی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ وہ سچائی اگر آسمان سے تعلق رکھتی ہے تو آسمان بھی ایک حقیقت بن کے آپ کو دکھائی دینے لگے گا۔ اگر اخروی دنیا سے تعلق رکھتی ہے تو اخروی دنیا بھی ایک حقیقت بن کے آپ کو دکھائی دینے لگے گی۔ انہیں معنوں میں شہید کو شہید کہا جاتا ہے۔ گواہی وہ جس میں غائب کی خاطر حاضر کو قربان کر دیا جائے۔ اس سے بڑی قوی گواہی اور ممکن ہی نہیں ہے۔ ورنہ تمام دنیا کا تجربہ یہ ہے اور دنیا کی حکمتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ہاتھ میں آ جائے وہی حق ہے اور جو ہاتھ میں نہیں ہے اس کی خاطر خواہ وہ ہزار بھی ہو ہاتھ میں آئے ہوئے ایک کو بھی نہیں چھوڑو۔ کیونکہ جو موجود ہے وہ غیر موجود کے لئے قربان نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کیا جاتا ہے تو یا تو وہ شخص سب سے بڑا پاگل ہے یا وہ شخص سب سے زیادہ سچا ہے۔ اس نے کچھ ایسی بات دیکھ لی ہے جس کے نتیجے میں موجود کوئی حقیقت نہیں کیونکہ غیر موجود زیادہ یقینی ہے۔ اور ان معنوں میں زیادہ یقینی ہے کہ موجود کے اوپر تو کبھی بھی موت وارد ہو سکتی ہے اور ہونی ضروری ہے لیکن وہ دنیا جو لامحدود ہے وہ غیر فانی ہے۔ اس لئے وہ جانتا ہے کہ اس فانی کیفیت کو جو مجھے نصیب ہے اس لافانی کیفیت پر قربان کرنا عقل اور میرے ذاتی منافع کا طبعی تقاضا ہے۔ پس جسے لوگ بے غرضی سمجھتے ہیں وہ حقیقت کی دنیا میں سب سے بڑی خود غرضی یعنی معقول خود غرضی ہے۔ ایک شخص کو جہاں فیصلہ کرنا ہو کہ یہ ایک لاکھ کی رقم وصول کرنی ہے یا ایک روپیہ لینا ہے تو ظاہر بات ہے اگر اسے واقعۃً دکھائی دے رہا ہے ایک لاکھ تو ایک لاکھ ہی لے گا روپے کو چھوڑ دے گا مگر روپیہ اس کی جیب میں ہے تو جیب سے نکال کر پھینکنا ہو گا یہ شرط ہے پھر وہ لاکھ بھی ملے گا۔ لیکن اگر لاکھ دکھائی نہ دے رہا ہو اور لوگوں کو بھی دکھائی نہ دے رہا ہو اور ایک شخص ایک چھوڑ کر ہزار بھی پھینک دیتا ہے جیب سے نکال کے تو اس سے بڑا یقینی گواہ اس لاکھ کے حق میں میسر نہیں آ سکتا۔ عدم ہونے کے باوجود اتنا حقیقی ہو گیا کہ جو موجود چیزیں تھیں وہ اس کی خاطر قربان کر دی گئیں۔

پس انبیاء کی امتیں جب اخروی دنیا کی شہادت اس طرح دیتی ہیں کہ وہ زندگی جو ہاتھ میں ہے جو رگوں میں دوڑ رہی ہے اسے اس یقین پر کہ ہم نے لازماً زندہ ہونا ہے اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہونا ہے اس طرح نکال کر پھینک دیتے ہیں جیسے کوئی گلی سڑی چیز کو اٹھا کر باہر پھینک دیتا ہے کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو شہید کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے اخروی دنیا کو دیکھ لیا ہے اور ان کی گواہی قابل قبول ہوگی۔ اب دیکھیں نبی نے جو کچھ بھی قربان کیا ہے وہ ایک غیر مرئی ذات کی خاطر کیا ہے۔ اور وہ لوگ جو اس سے مقابلہ کر رہے ہیں وہ دیکھی ہوئی چیزوں کو اور دیکھی جانے والی چیزوں کو اس غیر مرئی چیز پہ ترجیح دیتے ہیں۔ سورج کی عبادت کرنے والے ہیں، چاند کی عبادت کرنے والے ہیں، دنیا کے بتوں اور دنیا کے بڑے بڑے طاقتور انسانوں کی عبادت کرنے والے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سب چیزیں ہمارے پاس ہیں موجود ہیں ان کی ایک حقیقت ہے۔ یہ کس طرف بلا رہے ہیں وہ غیر مرئی ذات جس کو نہ چھو سکے، نہ سونگھ سکے، نہ چکھ سکے، نہ دیکھ سکے، نہ ہاتھ ملا سکے۔ اس کی خاطر پاگل اپنے ان مفادات کو قربان کر رہا ہے جو سب اس کو میسر ہیں۔ اور جو میسر نہیں ہیں وہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو تمہیں ہم دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے سربراہ بنانے پر آمادہ ہیں۔ دنیا کی سب سے خوبصورت عورت مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تمہیں دنیا کا سب سے زیادہ مال دار انسان بنانے پر تیار ہیں مگر یہ پاگلوں والا ذکر چھوڑ دو کہ کوئی غیر مرئی چیز ہے اس کی خاطر ہم اپنے ہاتھ میں آئی ہوئی چیزوں کو قربان کر دیں۔ لیکن وہ ان سب کو رد کر دیتا ہے۔ پس ایسا شخص ہی ہے جو حقیقت میں خدا کی ہستی کا قائل ہے اور ایسا شخص ہی ہے جو پھر یہ حق رکھتا ہے کہ خدا کی طرف بلائے کیونکہ جس کی طرف بلایا اس کے وجود کے متعلق اس نے اپنی تمام قربانیوں کے ذریعے ثابت کر دیا کہ اس کا یقین درست ہے اور فرضی اور وہمی یقین نہیں ہے۔

اور بلایا ہے پھر یہ کہہ کر "انی من المسلمین" میں تو مسلمان ہو چکا ہوں۔ میں نے تو اپنی فرمانبرداری کی گردن اس رب کے حضور جھکا دی ہے جس کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔ اس لئے میرا حق ہے اب تمہیں بھی اس طرف بلاؤں۔ آؤ اور پھر کیسے اس کو پاؤ گے۔ "انی من المسلمین" میں ہوں جو مسلمان ہوں، تمہیں مجھ جیسا بننا ہوگا۔ اگر مجھ جیسا بننے میں دلچسپی ہے تو پھر دعوت کو قبول کرو ورنہ نہ کرو۔ تو وسیلے کی اہمیت جو انبیاء کے تعلق میں ہے وہی اہمیت ہر داعی الی اللہ کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر وہ وسیلہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو دعوت الی اللہ کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ پس آپ جب مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہماری دعوت کو پھل نہیں لگ رہے۔ لوگ دلچسپی نہیں لے رہے۔ لوگ دنیا دار ہو گئے ہیں تو اپنی ذات سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ کی ذات میں کیوں دلچسپی نہیں لیتے۔ جب آپ کوئی دنیا کا فن حاصل کرتے ہیں اور ایسی چیز میں کمال حاصل کرتے ہیں جو دنیا کو دکھائی دیتی ہے تو ضرور آپ میں دلچسپی لیتے ہیں۔ تو انبیاء نے وہ کیا کر کے دکھایا جس سے غیر مرئی، مرئی سے بھی بڑھ کر حیثیت اختیار کر گیا۔ انہوں نے خدا کی صفات کو اپنی ذات میں جاری کیا ہے اور ان صفات کی طاقت ہے جو ایک وجود میں دکھائی دینے لگتی ہے اور وجود سے دوسرے وجودوں پر اثر پذیر ہو جاتی ہے۔

اخلاق کی تعریف سچائی کے سوا ممکن ہی نہیں ہے اور سچائی کی تعریف خدا کے حوالے کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی

پس "انی من المسلمین" کے دعوے تک پہنچنے سے پہلے "عمل صالح" کی جو منزل ہے اس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور جب اس میں سے گزرتے ہیں تو آپ میں خدائی صفات کا جلوہ گر ہونا لازم ہے۔ اور صفات باری تعالیٰ ضرور طاقت رکھتی ہیں۔ ان میں صلاحیت ہے کہ وہ دوسرے پر غالب آ سکیں۔ تبلیغ میں میرا تجربہ، میرے گرد و پیش جو تبلیغ کرنے والے تھے ان کا تجربہ، جن اداروں سے میں منسلک رہا ہوں، جو تبلیغ کے لئے وقف تھے ان کا تجربہ، مسلسل بلا استثناء یہی ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت میں کچھ خدائی صفات کو اپنا کر باعث کشش بن جاتے ہیں خواہ وہ ان پڑھ ہوں، خواہ وہ سادہ لباس رکھنے والے ہوں، غریب ہوں، ضعیف ہوں، بات کرنے کا سلیقہ بھی نہ آتا ہو، ان کے اندر، ان کی تبلیغ میں لوگ زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ اور وہ جو علم کی شوخیاں دکھانے والے ہیں اور اچھے لباس پہن کر یا اپنے دولت کے برتے پر خدمتیں کرتے ہیں تبلیغ کی خاطر لیکن اندر سے وہ صفات باری تعالیٰ سے عاری ہوتے ہیں ان کی ان سب کوششوں کو خدا رائیگاں کر دیتا ہے۔ اس کو کوئی بھی پھل نہیں لگتا۔ چنانچہ ضیافت کرنے والے دو قسم کے میں نے دیکھے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے تو مہمان نوازی کی بھی حد کر دی، بڑا خرچ کیا ان لوگوں پر، بڑی خدمتیں کی ہیں، کوئی سنتا ہی نہیں، کسی کو دلچسپی ہی نہیں ہے۔ ایک صاحب جن کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں ان پڑھ یا قریباً ان پڑھ اپنے آپ کو تو کہتے تھے میں تو کورا اچٹا بالکل لیکن غیر قوموں کو جن کی زبان بھی وہ نہیں جانتے ان کو کامیابی سے تبلیغ کرنے والے یہاں تک کہ ایک سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تیس پھل انہوں نے جماعت کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ بڑے مخلص اور باعمل اور نیک لوگ۔ ان سے میں نے پوچھا میں نے کہا کیا بات ہے آپ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا آتا جاتا مجھے کچھ نہیں صرف پیار کے ساتھ کہتا ہوں جی بات سچی سن لو، ہماری بات۔ یہ کہہ دیتا ہوں مجھے بات نہیں آتی ہماری ویڈیو دیکھ لو، ہمارے گھر کھانا کھا لو یہی میری تبلیغ ہے۔ لیکن چونکہ ان کے اندر نیکی اور سچائی ہے اس لئے ان دو تین باتوں کا اتنا گہرا اثر پڑ جاتا ہے ان لوگوں پر کہ وہ گھر کا کھانا کھاتے ہیں تو دراصل وہ اسلام کی غذا کھا رہے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
ARROW GYM
تندرستی ہزار نعمت ہے
M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A . P) ☎ 041-219036 INDIA

ہوتے ہیں۔ ویڈیو دیتے ہیں تو وہ اسلام کو جلوہ گر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ورنہ دیکھنے والے غلط نظریں لے کر آئیں تو وہی ویڈیو ان کو اور متنفر کر دیتی ہے۔ غلط ذوق لے کر آئیں تو وہی کھانا ان کو دھکیل دیتا ہے کہ یہ کیسا کھانا پکا ہوا ہے اس میں مرچوں نے میرا ستیاناس کر دیا۔ مگر وہاں کے جو لوگ ہیں جن کو مرچوں کی عادت نہیں پیار سے پیش کئے ہوئے کھانے کو بڑی محبت سے کھاتے ہیں اور پھر بہت تیزی کے ساتھ ان کی دعوت الی اللہ ان کے دل پر اثر کرنے لگتی ہے۔

ہر وہ خلق سچا ہے جو سچائی اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر وہ خلق سچا ہے جس کی سچائی کا خدا کی ذات سے تعلق ہے

پس وسیلہ بننے کے لئے ظاہری اخلاق کام نہیں آتے وہ گہرے اخلاق کام آتے ہیں جو ذات باری تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے تصور میں ان کی جڑیں ہوں۔ اور ظاہراً ان کی تمیز کرنا، ان کا فرق کرنا الفاظ میں ممکن نہیں ہوتا۔ ایک آدمی "جی آیاں نوں" کہہ کے بات کرتا ہے۔ "حاضر سائیں" کہتا ہے۔ ایک دوسرا بھی کہتا ہے۔ ایک کے کہنے میں تصنع دکھائی دیتا ہے۔ بناوٹ کی بات نظر آتی ہے اور انسان ذرا بھی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ بعض بڑے بڑے لفاظیاں کرنے والے، بڑے بڑے جھک کر کلام کرنے والے ایسے ہمارے ملک میں موجود ہیں جن کا وہ جھکنا، جن کا کلام کرنا ہی نہایت ہی کراہت پیدا کرتا ہے اور دل متنفر ہو جاتا ہے کہ ان کی صحبت سے کسی طرح نجات ملے۔ بات بات پہ وہ حضور نہیں گے۔ کہیں گے ہم حاضر ہیں۔ ہم خدمت کے لئے۔ ہم حقیر چیز ہیں ہمارا کچھ بھی نہیں ہے جناب ہی جناب ہیں۔ جناب ہی کی سرکار ہے آپ کا ہی حکم چلتا ہے۔ اور جتنا وہ کہتے ہیں اتنا دل متنفر ہوتا چلا جاتا ہے کناروں تک بھر جاتا ہے اور لگتا ہے ... اور کچھ لوگ سادہ سی ایک آدھ بات کرتے ہیں جی جیسا فرمائیں گے۔ اتنی اس میں طاقت ہوتی ہے کہ انسان جانتا ہے کہ اگر ان سے جان پیش کرنے کا کہیں گے تو جان ہی پیش کریں گے۔ **اب کہاں ان کی بات کہاں ان پہلوں کی بات زمین و آسمان کا فرق ہے ان کے نتائج میں اور اخلاق کی تعریف سچائی کے سوا ممکن ہی نہیں ہے۔ اور سچائی کی تعریف خدا** کے حوالے کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ہر وہ خلق سچا ہے جو سچائی اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر وہ خلق سچا ہے جس کی سچائی کا خدا کی ذات سے تعلق ہے۔ وہ سچائی غیر مبدل ہے اس سچائی کو کسی اور کی لالچ نہیں۔ اس کا استغناء بھی اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتا ہے۔ ورنہ کوئی شخص آپ سے مستغنی ہو جائے تو آپ کو اس میں دلچسپی نہیں رہے گی۔ مگر خدا مستغنی ہے اور پھر بھی دلچسپی ہے۔ وہ مستغنی ہے آپ کے ظلموں سے آپ کی بدکرداریوں سے۔ آپ ٹھوکر والی بات بھی کرتے ہیں تو وہ پھر بھی احسان کا سلوک جاری رکھتا ہے۔ تو استغناء کیا ہے؟ اس کی حقیقی تعریف بھی اللہ کے حوالے سے ہی سمجھ آتی ہے۔ بعض لوگ آپ سے زیادتی کرتے ہیں آپ اس کے باوجود ان سے حسن سلوک کرتے چلے جاتے ہیں اور دکھاوے کی خاطر نہیں بلکہ آپ کے مزاج میں یہ بات داخل ہے۔ میرے سامنے بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ لوگ حیران ہوتے ہیں تمہیں غصہ آتا ہی نہیں جتنا وہ کوشش کریں وہ ہمیں چھیڑتے ہیں کہ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ تمہیں غصہ کیوں نہیں آجاتا۔ تو ان کو ہم کیسے سمجھائیں کہ ہمارے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھی ہی نہیں ہوئی۔

ہم ہنس کر برداشت کر لیتے ہیں، بے عزتی بھی برداشت کر جاتے ہیں اور ایسے لوگ پھر ہر دلعزیز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پس آپ کی ذات میں جو دلچسپی ہے حسن خلق سے تو ہے لیکن اس حسن خلق سے جو اللہ کی طرف بلانے والے کے اندر ہونا چاہئے۔ جس ذات کی طرف سے کوئی آیا ہے، اس کا پیمبر بن کے آتا ہے اور اس کا پیمبر بنتا ہے تو پھر اس کے ہر حسن کی جس کی وہ تعریف کرتا ہے کوئی جھلک اس کی ذات میں ملنی چاہئے۔ اور وہ جھلک جو ہے وہ دنیا کے حسن سے ممتاز اور بالکل الگ ہے۔ کوئی ان میں اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ پس وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ دنیا میں بھی بڑے نیک لوگ موجود ہیں وہ کیوں ہم سے افضل یا بہتر نہیں ہیں جبکہ وہ بعض خوبیوں میں ہم سے بڑھ گئے ہیں تو ان کو علم نہیں ہے کہ ان کا حسن ایک خالی حسن ہے جس کے اندر خدا کے نور کی سچائی نہیں ہے۔ اور اگر خدا کے نور کی سچائی نصیب ہو جائے تو ضرور وہ چمک اٹھیں گے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔

پس اپنی تبلیغ میں وہ کردار پیدا کریں جس کردار کو آپ الٰہی صفات کی جھلک قرار دے سکتے ہیں۔ الٰہی صفات کا پوری طرح جلوہ گر ہونا تو آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ مگر کوشش کرنا آپ کے بس کی بات ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہیں بن سکتے یہ کہنا نیکی بھی ہو سکتا ہے اور ظلم اور گناہ بھی بن سکتا ہے۔ بعض لوگ یہ اس لئے کہتے ہیں کہ ہر بدی کے لئے ایک Licence حاصل کر لیں۔ آپ ان سے کہیں کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو یوں کیا کرتے تھے۔ کہ چھوڑو جی کون رسول اللہ بن سکتا ہے اور تم کون سے بن گئے ہو۔ یہ بات محبت کی نہیں بے ادبی کی ہے۔ اس بات میں گہری گستاخی پائی جاتی ہے اور استغناء ہے وسیلے سے۔ یہ مستغنی اور ہے اور خدا کی ذات کے حوالے سے مستغنی بننے والا بالکل اور شخص ہوا کرتا ہے۔ ایسے شخص کو جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار کا حوالہ دیا جائے جو حقیقت میں آپ سے پیار اور محبت رکھتا ہے تو وہ اس حوالے کے بعد یہ کبھی نہیں کہے گا کہ جی کون رسول اللہ بن سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کے سامنے آبدیدہ ہو جائے ہو سکتا ہے۔ راتوں کو اٹھ کے روئے اور عرض کرے کہ اے خدا میں بننا تو چاہتا ہوں مگر میری مجبوری ہے۔ بے اختیاریاں ہیں۔ تو میری مدد فرما کہ میں ویسا بن سکوں۔ یہ وہ شخص ہے کہ وہ جتنا بھی بنتا ہے اتنا ہی خدا اسے زیادہ مقبول بناتا چلا جاتا ہے۔ حسن کی تھوڑی جھلکی بھی اگر سچائی کی خاطر قبول کی جائے، سچائی سے قبول کی جائے اس میں طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ہر داعی الی اللہ اگرچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہیں بن سکتا مگر اگر دل کی گہرائی سے بننا ضرور چاہتا ہے تو پھر اس کا تھوڑا بننا بھی بہت ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے تھوڑے میں بھی بہت برکت رکھ دیتا ہے۔ پس اس پہلو سے آپ کو دعوت الی اللہ کی حکمتوں کو تو سمجھنا ہو گا اس کے بغیر آپ کیسے دعوت الی اللہ کر سکیں گے۔ حکمتیں سمجھیں، ان کو اپنانے کی کوشش کریں۔ ان کو اپنی ذات میں جاری کریں اور پھر یہ دیکھیں کہ آپ کے اندر کوئی ایسی تبدیلی پیدا ہوئی بھی ہے کہ نہیں کہ آپ کی بات میں کشش پیدا ہو جائے۔ اگر گھر میں ہی نہیں ہو رہی تو باہر کیسے ہو گی۔ حلقہ احباب اگر محسوس نہیں کرتے تو دوسرے کیسے محسوس کریں گے۔ اس لئے تبدیلی ہونا ایک فرضی قصہ نہیں ہے یہ روزمرہ کے حساب کی بات ہے۔ وہ مومن جو اپنی ذات میں تبدیلی کرتا ہے وہ ہر وقت دیکھتا رہتا ہے۔ پرکھتا رہتا ہے۔ اس کی برائیاں کھل کر اس کے سامنے ہوتی ہیں۔ جو نہیں ہوتیں ان کی تلاش میں رہتا ہے۔ ان کی کھوج میں رہتا ہے اور پھر وہ ان کو اپنے سامنے رکھتا ہے کہ اس سے بھی میں نے نجات حاصل کرنی ہے۔ اس سے بھی حاصل کرنی ہے۔ پھر ان بھدے نقوش کو دور کر کے ان کی جگہ خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان داغوں کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے، دھوتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ جو زندگی بھر کا کام ہے یہ ہے وہ دعوت الی اللہ جس کا قرآن کریم کی اس آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

"وعمل صالحا" میں ہرگز یہ مضمون نہیں کہ کامل عمل صالح پر اسے اختیار نصیب ہو گیا ہے۔ دعوت الی اللہ دے کر عمل صالح کی طرف توجہ کرنا اور کرتے چلے جانا یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا کہ "عمل صالحا" کو پہلے رکھتا اور پھر کہتا کہ دعوت الی اللہ دے رہا ہے۔ پھر ہم سمجھتے کہ دعوت الی اللہ دینے کا حق اس وقت قائم ہو گا جب آپ عمل صالح کا حق ادا کر چکے ہونگے۔ **مگر اس طرح تو پھر دنیا کی اکثریت دعوت الی اللہ سے محروم ہو جائے گی۔** دعوت الی اللہ عمل صالح کا احساس اور شعور بیدار کرتی ہے اور جب یہ شعور بیدار ہوتا ہے تو اس کی آواز پر لبیک کہنے والے وہ ہیں جو "عمل صالحا" کی تعریف میں داخل کئے جاتے ہیں۔ اس شعور کی بیداری کے ساتھ ساتھ آپ کی ذات میں ایک ارتقائی عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب آپ اس عمل کے نتیجے میں اپنے آپ کو ایک خوبی پر پوری طرح مستحکم دیکھتے ہیں تو دل کی بے اختیار یہ آواز نکلتی ہے "انی من المسلمین" کہ میں تو مسلمانوں میں سے ہو گیا ہوں۔ پس اس کیفیت کے ساتھ دعوت الی اللہ کو سمجھ کر آپ تبلیغ کریں تو پہلا اپنی تربیت کی توفیق ملے گی پھر دعوت الی اللہ کی توفیق ملے گی، پھر وہ جو دعوت الی اللہ میں آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر آئے ہیں ان کی تربیت کی بھی آپ کو توفیق ملے گی۔ یہ وہ تیسری بات ہے جس سے میں نے آغاز کیا تھا مگر پہلی دو باتیں سمجھائے بغیر اس تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔

نئے آنے والے کثرت سے آرہے ہیں اور ان کی تربیت کے تقاضے پھیلتے جا رہے ہیں۔ اور سب سے زیادہ مشکل وہاں ہے جہاں قومیں داخل ہو رہی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ ان سب کو عمل صالح کی تلقین کرنا محض تلقین کے طور پر کافی نہیں۔ وہ نیک نمونہ جس نے ان کو کھینچا تھا اس نیک نمونے کو ان میں جاری کرنا اور ان کے لئے اس نمونے کو ان کا "عرضہ" بنا دینا وہ مقصود بنا دینا۔ جو اس کی پیروی کریں یہ ضروری ہے۔ مگر انفرادی تبلیغ میں تو یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اگر ایک انسان نیت رکھتا ہو۔ لیکن اجتماعی تبلیغ میں مشکل پیش آجاتی ہے۔ اور اس وقت میرے پیش نظر صرف انفرادی تبلیغ نہیں بلکہ وہ دنیا کے علاقے ہیں جو امریکہ میں تو ابھی نہیں مگر افریقہ میں کثرت سے ہیں اور بعض مشرقی ممالک میں بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ یعنی غیر افریقی

☎ 543105
STAR☆ CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

بدر کی توسیع اشاعت اور مالی اعانت کیجئے! مینیجر

ممالک میں بھی اور یورپ میں بھی بعض علاقے ایسے ابھر رہے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے بکثرت لوگ احمدیت کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ جن کا رجوع فوج در فوج کہلا سکتا ہے۔ ان کی تربیت کا کیا طریق ہے؟ کیونکہ ان تک تو آواز پہنچانے والے چند تھے اور ان چند کے لئے ممکن نہیں ہے کہ اپنے نمونے ان سب کو عملاً دکھا کر ان کا مزہ ان کو چکھا سکیں اس لئے وہ ان کی نظر میں اجنبی رہتے ہیں۔

> دعوت الی اللہ عمل صالح کا احساس اور شعور بیدار کرتی ہے اور جب یہ شعور بیدار ہوتا ہے تو اس کی آواز پر لبیک کہنے والے وہ ہیں جو "عمل صالحا" کی تعریف میں داخل کئے جاتے ہیں

ابھی حال ہی میں البانیہ ہم نے ایک وفد بھجوایا اور اسی غرض سے کہ وہاں کے تبلیغی اور تربیتی تقاضوں کو زیادہ گہری نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلا کہ اکثر لوگ جو ہیں وہ احمدیت کو قبول تو کر چکے ہیں لیکن ان کے سامنے وہ احمدیت کا عملی زندہ نمونہ موجود نہیں ہے جو دراصل اب ان کو سنبھالنے کے لئے ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم اس مسئلے کا کیا حل پیش فرماتا ہے۔ اس مسئلے کا حل قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ تم ان تک پہنچتے رہو گے تو یہ کافی نہیں ہوگا۔ اب ان کا فرض ہے یا تمہارا یہ فرض ہے کہ یہ انتظام کرو کہ وہ تم تک پہنچیں اور انہی میں سے کچھ لوگ پیدا ہوں جو نیک اعمال کے نمونے دکھا سکیں اور پھر نیکی کی طرف بلا سکیں۔ یہ وہ حیرت انگیز نظام ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اور جہاں تک میرا مذہب کا مطالعہ ہے مجھے کہیں اور دکھائی نہیں دیا کہ باہر سے لوگ آئیں۔ وفود کی صورت میں آئیں، تمہارے پاس ٹھہریں، تربیت حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم کی طرف۔ جا کر ان کے سامنے وہ پختہ باتیں دکھائیں جن کی تائید ان کے عمل کر رہے ہوں۔ یہ وہ طریق ہے۔ ایک یہ طریق ہے جو آج جماعت احمدیہ کے کام آ سکتا ہے۔ چنانچہ اس طریق پر عمل کروانے کے لئے گزشتہ سال جن جماعتوں کو میں نے ہدایت دی ان میں سے جنہوں نے عمل کیا وہ حیران رہ گئے کہ کتنا حیرت انگیز پاک نتیجہ ظاہر ہوا۔ اور دہشت زدہ ہو گئے یہ دیکھ کر کہ اگر یہ نہ ہوتا تو ہماری تبلیغ ساری کی ساری بے حقیقت ثابت ہو جاتی۔ بعض علاقے تھے جہاں ستر ہزار، ایک علاقے کے لوگ ہیں جنہوں نے اکٹھے احمدیت کو قبول کر لیا۔ اور جماعت یہ سمجھی کہ الحمدللہ بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ چونکہ واقعتہً وہ احمدی ہوئے تھے اس لئے اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا کوئی مبالغہ نہیں تھا، رپورٹ بھیجنے کا حق بھی تھا۔ لیکن جب یہ نصیحت میں نے کی کہ ان کے آدمی بلائیں اور ان کی تربیت کا انتظام کریں پھر ان کو سکھائے ہوئے پرندوں کی طرح جو ابراہیمی طیور ہیں واپس اپنی جگہ بھیج دیں پھر وہ ہمیشہ آپ کے رہیں گے۔ پھر جب آپ ان کو بلائیں گے تو ضرور لبیک کہیں گے اور جہاں جہاں جا کر ٹھہریں گے وہاں اپنے جیسے پاک نمونے پیدا کریں گے۔ جب یہ انتظام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی خود آنکھیں کھل گئیں کہ یہ جو لوگ جو تربیت کے لئے آئے تھے اور وہ تھے جو چنیدہ تھے، جو اپنی قوم میں سے خاص اچھے سمجھے گئے تبھی ان کو بلایا گیا تھا اکثر خالی تھے ان کو بعض بنیادی باتوں کا علم ہی کوئی نہیں تھا۔ اور پھر نظام جماعت کے آداب کا علم نہیں تھا۔ کیونکہ نظام جماعت کے آداب کا علم تمام نیکیوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ تقویٰ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ اور مستقل تسلیم و رضا کے نظام کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اس کا فقدان بہت ہی خطرناک فقدان ہے۔ جب وہ آئے تو اس کے بعد دیکھتے دیکھتے رپورٹوں سے پتہ چلا کہ ان کی تو کایا پلٹ گئی، ان کے آثار ہی بدل گئے اور واپس اس حال میں جا رہے تھے کہ اچھلتے کودتے۔ اب مزہ آئے گا ہمیں تبلیغ کرنے کا۔ اب ہمیں لوگوں کی تربیت کا لطف آئے گا پہلے تو ہمیں پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔

چنانچہ چونکہ یہ بھی اب ممکن نہیں رہا کہ ہر ملک کے مرکز میں تمام ایسے لوگوں یا قوموں کے نمائندوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جا سکے جنہوں نے واپس جا کر پھر قرآن کے بیان کے مطابق یا قرآن کے سکھائے ہوئے طریق کے مطابق اپنی اپنی قوم کی تربیت کرنی ہے۔ اب ہم نے یہ حل نکالا ہے کہ ہر علاقے میں ایک مرکز بنایا جائے اور وہ احمدیت کا مرکز ہو جہاں ہمہ وقت تربیت کے دور چلتے چلے جائیں۔ وہاں کچھ لوگ ایسے تربیت یافتہ بیٹھا دئے جائیں جن کا کام ہی یہ ہے کہ لوگ باہر سے آئیں، ان کے پاس رہیں، پندرہ پندرہ دن، بیس بیس دن کے لئے مہینہ دو مہینے ٹھہر سکتے ہیں تو اور بھی بہتر ہے۔ ان کی رہائش کا انتظام ہو، ان کے کھانے کا انتظام ہو اور وہ تربیت حاصل کر کے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹیں۔ ورنہ آپ کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا کہ افریقہ کے ممالک میں رسل و رسائل کی کیا حالت ہے اور ایک علاقہ جس کو میں ستر ہزار کا علاقہ کہتا ہوں وہ ایک جگہ نہیں ہے، وہ پھیلا پڑا ہے جنگلوں میں۔ ان میں سے ہر گاؤں ہزار بارہ سو یا آٹھ سو افراد پر مشتمل ہے وہ آپس میں کئی کئی میل کے فاصلے پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دشوار گزار رستے ہیں ان کو باہر سے جانے والا طے بھی نہیں کر سکتا آسانی سے۔ اور پھر رستے کے خطرات کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ وہ اس طرح احمدی ہوئے کہ ان کے لیڈرز ایک جگہ اکٹھے ہوئے تھے اور بات سنی اور پورے اطمینان سے احمدیت کی تائید کی اور اپنے سارے علاقے سے پوچھا اور ان کے نمائندے بلوائے اور ان سے پوچھا اور سب نے جب توثیق کی تب وہ احمدی شمار ہوئے۔

لیکن تربیت کے لئے اب احمدی مبلغین جو تربیت یافتہ ہیں ان کی تعداد کیا ہے اور حیثیت کیا ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ وہ اتنے بڑے قافلوں کے کام آ سکتا ہے؟ وہ اتنی بڑی فوجوں کی بھوک مٹا سکتا ہے؟ ممکن ہی نہیں ہے۔ مگر قرآن نے یہ مضمون سکھا کر کتنا آسان کر دیا۔ فرمایا ان کو کہو وہ آئیں اور ان کے لئے مراکز قائم کرو۔ وہ تربیت پائیں اور پھر واپس جائیں۔ وہ جانتے ہیں اپنی قوم کے اسلوب کو، اپنی قوم کی زبان کو، اس کے اطوار کو، وہ جانتے ہیں کہ ان کے اندر کیا کیا برائیاں ہیں۔ وہ اگر ان کی برائیاں کہیں کہ یہ برائیاں ہیں تو وہ مان جائیں گے اور بسا اوقات تم کہو گے تو وہ برا منائیں گے۔ پس ان وفود کو بلا کر یہ بھی تجربہ ہوا کہ بڑے بڑے نیک لوگ جو بڑے اخلاص سے احمدی ہونے والے تھے جب بعض رسموں کے خلاف ان سے بات کی تو بھڑک اٹھے ابتداً میں، کہ نہیں نہیں یہ غلط ہے ہمیں تو یہی سکھایا گیا ہے، یہی اسلام ہے کہ جب کوئی فوت ہو تو اتنے بکرے لوگوں کو کھلاؤ اور اتنے پیسے آئمہ کو تقسیم کرو اور ساتویں دن یہ کرو اور بارھویں دن یہ کرو۔ یہ سارے قصے اپنے اپنے خیالات کے مطابق مختلف ملکوں میں رائج ہیں۔ اور بعض ظالمانہ ایسی رسوم بھی ہیں جو محض یہ نہیں کہ سنت نہیں ہے بلکہ سراسر سنت کے مخالف ہیں۔ تو ان کی تربیت میں وہاں پتہ چلا جب وہ چند تھے کہ اگر ان کی قوم کے اندر رہتے ہوئے ان سے یہ ساری بات کی جاتی تو ساری قوم نے ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہونا تھا۔ اور ہرگز بعید نہیں تھا کہ یہ تربیت ارتداد کا موجب بن جاتی۔ مگر چونکہ احمدی ماحول جو مرکزی ماحول تھا اس کے غلبے کے اندر آئے ہوئے تھے، مہمان ٹھہرے ہوئے تھے، اپنی حدود کو سمجھتے تھے اور سارا ماحول جو ارد گرد تھا جو ان کی کلاسوں میں آیا بھی کرتا تھا جن سے روز ملاقاتیں ہوتی تھیں وہ سارے انہی عقائد کے قائل تھے جو جماعت ان کو سکھا رہی تھی تو اس سے وہ مرعوب ہو گئے اور زیادہ پھر اصرار نہیں کیا بدیوں پر۔ جب ان لوگوں نے جا کر ان کو سکھایا کہ ہم یہ سیکھ کر آئے ہیں ہم واقعتہً غلط سمجھتے تھے تو ان کی باتوں کا نیک اثر ہوا۔

اور قرآن کریم جب یہ تعلیم دیتا ہے تو اس کی مثالیں بھی ہمارے سامنے رکھتا ہے اور عجیب کامل کتاب ہے۔ کوئی بھی ایسی تعلیم نہیں جس کی ایک نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ مثال ہمارے سامنے نہ رکھ دی ہو۔ اس مضمون کی مثال ان جنوں کے واقعات میں دی گئی جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعض لوگ انہیں جنوبی عرب کے قبائل قرار دیتے ہیں مگر زیادہ مستند تحقیق یہ ہے کہ وہ افغانستان کا ایک وفد تھا اور پٹھان قبائل تھے۔ چونکہ یہ روایت سارے افغانستان میں تمام قبائل میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ہمارا ایک وفد مخفی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور انہوں نے واپس آ کر جب تعلیم دی تب ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ اب یہ اگر ایک فرضی روایت ہوتی تو چند قبائل کی ہو سکتی تھی ساری قوم کی متفق علیہ گواہی نہیں بن سکتی تھی۔ اور قرآن کریم نے جو ذکر فرمایا ہے وہاں یہ بات بطور خاص ہے کہ ان کی Identity مخفی رکھی گئی، ان کے تشخص کو ظاہر نہیں فرمایا گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک صحابی کو ساتھ لے کر چلے تو اسے دور کھڑا کر دیا کہ اب یہاں سے آگے تم نے قدم نہیں رکھنا۔ میں اکیلا جاؤں گا اور پھر ساری رات ان سے تبلیغ کی بات۔ وہ زبان سمجھنے والے ہونگے، کوئی ایسے مترجمین ان کے ساتھ ہونگے۔ جو بھی صورت تھی وہ جب واپس گئے ہیں تو قرآن کریم فرماتا ہے یہ باتیں کر رہے تھے کہ ہم بھی کیسے پاگل تھے یہ یہ رسمیں، یہ یہ خیالات ہم میں پائے جاتے تھے۔ اب عرب وفد اگر کوئی جا کے افغانستان میں جن کے آغاز ہی سے شدید مزاج ہیں باتیں کرتا تو شاید زندہ بچ کے واپس نہ آتا۔ مگر قوم نے جو وفد بھیجا تھا جب وہ سیکھ کر واپس گیا ہے تو قرآن بتاتا ہے کہ بڑے عزم کے ساتھ وہ یہ کہتے ہوئے واپس جا رہے تھے کہ ہاں ہم جا کے قوم کی اصلاح کریں گے۔ بتائیں گے کہ پاگل تھے وہ ہمارے آباؤ اجداد جو یہ یہ باتیں کیا کرتے تھے یہ یہ سوچا کرتے تھے۔ اصل حقیقت یہ ہے اور اسی وقت، انہی باتوں کے درمیان ختم نبوت کا مسئلہ بھی حل کر جاتے ہیں۔ وہ جو بیوقوفیاں آباؤ اجداد کی تھیں ان میں ایک یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ عجیب بے وقوف لوگ تھے کہتے تھے اب نبی کبھی خدا نہیں بھیجے گا اور دیکھو نبی سے مل کر آ رہا ہے۔ تو یہ جو ختم نبوت کا عقیدہ ہے مولوی جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد جاری ہوا۔ قدیم سے اس قسم کے عقیدے مختلف رنگوں میں قوموں میں پائے جاتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کی تردید فرمائی اور یہ بات اپنے پلے باندھ کر وہ واپس لوٹے کہ اس قسم کی ختم نبوت کوئی چیز نہیں کہ جس کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے ہدایت دینے والے ہی بند ہو جائیں۔ نئے مذہب کی بات اور ہے مگر ہدایت دینے والے خدا کی طرف سے آنے لازم ہیں۔

تو دیکھو وہ وفد کا طریق جو خدا نے ہمیں سکھایا اس کی ایک ہی حقیقی مثال ہمارے سامنے تاریخ اسلام سے رکھ دی کہ اسی طرح تم سے بھی ہوگا۔ تم اس طرح تربیت کے انتظام کرو گے تو پھر یہ لوگ بڑے اعتماد کے ساتھ واپس جا کر اپنی قوم کی بدیوں کو دور کریں گے۔ الحمدللہ غانا نے بڑی ہی سعادت مندی سے اس سکیم پر عمل کیا ہے اور ان کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ حیرت انگیز فائدے پہنچے ہیں۔ پس باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی خواہ وہ مغرب کی ہوں یا مشرق کی ہوں میں یقین دلاتا ہوں کہ دعوت الی اللہ اگر آپ ڈھب سے کریں گے تو جب تک قرآن کے بیان کردہ طریق پر آنے والوں کی تربیت کا انتظام نہیں کریں گے ہو سکتا ہے کہ جو بیج آپ بوتے چلے جائیں وہ اگ بھی جائے تو پیچھے جانور اسے چر جائیں یا پرندے کھا جائیں آپ کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ پس یہ وہ منظم مربوط نظام ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جو بقیہ وقت ہے ہمارا تبلیغی سال پورا ہونے میں اس میں جماعتیں پورے زور سے کوشش کریں گی اور افراد بھی۔ اور افراد کی ذمہ داری اس لئے اہم ہے کہ جب تک وہ اپنے اخلاق اور اعمال میں

تبدیلی پیدا نہیں کریں گے جماعت میں طاقت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ جماعت نام ہے افراد کے مجموعے کا اور جو اجتماعی حسن ہے اس میں بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے مگر وہ حسین قطروں سے بن کر بنا کرتا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

انیسویں مدراس بک فیئر میں احمدیہ بک سٹال

مدراس بک فیئر گزشتہ ۱۸ سال سے BOOK SELLERS AND PUBLISHERS ASSOCIATION OF SOUTH INDIA کی جانب سے منعقد کیا جاتا ہے جنوبی ہند میں منعقد ہونے والے BOOK FAIR میں اس مدراس بک فیئر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے ہر سال یہ BOOK FAIR مدراس مونٹ روڈ پر واقع قائد ملت آرٹس کالج کے صحن میں منعقد کیا جاتا ہے ہر سال کم از کم ۱۵۰ کتب فروخت کرنے والے ادارے اس میں شامل ہوتے ہیں جماعت احمدیہ مدراس نے اس بک فیئر میں چھٹی مرتبہ حصّہ لیا

امسال یہ بک فیئر ۲۲ دسمبر ۹۵ء تا یکم جنوری ۹۶ء منعقد کیا گیا۔ جس کا افتتاح دور درشن کے ڈایریکٹر نے کیا سٹال لگانے میں خدام اور انصار نے بڑی محنت سے کام کیا جماعتی مساعی کی مختلف تصاویر آویزاں کرنے کے علاوہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور جماعتی کتب بھی سٹال میں رکھی گئیں۔

ہمارا بک سٹال ۱ ہونے اور داخلہ گیٹ کے بہت ہی قریب ہونے کی وجہ سے بک سٹال میں کتب خریدنے کے لئے جو بھی آئے ان میں سے اکثر ہمارے سٹال میں تشریف لائے جن سے اسلام اور احمدیت کا تعارف کرایا گیا دس ہزار ایک سو چوسٹھ روپے کی کتب فروخت ہوئیں مختلف ممالک اور صوبہ جات سے تشریف لانے والے ۱۰۸ زائرین نے اپنا تبصرہ ہمارے رجسٹر پر درج کیا۔

(ایم نعیم احمد صدر بک فیئر کمیٹی تامل ناڈو)

15/8/1996
P-8

مضافات آگرہ میں تبلیغی مساعی

ماہ مارچ میں جناب نائب ناظم صاحب وقف جدید بیرون و جناب نگران صاحب اعلےٰ یوپی سرکل کے ساتھ ۶ نئے مقامات و پرانے ۵ مقامات کا دورہ کیا اس دوران اجلاسات کئے گئے تقریباً ۸۰۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا بفضلہ تعالےٰ ۲۵۴ افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

جہاں اللہ تعالےٰ احمدیت کو نواز رہا ہے وہاں مخالفت بھی کچھ کم نہیں ہے پچھلے دنوں ضلع علیگڑھ کے موضع رو ہی میں اللہ تعالےٰ نے ۳۰-۳۵ افراد کو قبول حق کی توفیق بخشی جس کی خبر شدید مخالف جماعت احمدیہ کو بھی لگ گئی وہ فوری طور پر ۸-۱۰ ملاؤں کا گروہ لے کر اس گاؤں میں گیا اور وہاں کے عوام کو جماعت کے خلاف اکسا کر شدید مخالفت شروع کر دی اس سلسلہ میں سرکاری حکام سے رابطہ کیا گیا اور مخالفین کے خلاف قانونی کاروائی کی گئی۔

گاؤں میں امن قائم ہوا ہی تھا کہ ۲۳ مارچ کو آگرہ کے محلّہ تاجگنج کے مدرسہ دیوبندی جماعت افضل علوم سے چار ملّاں خاکسار کے سنٹر دھنولی آئے اور خاکسار کی غیر موجودگی میں وہاں کی بیوہ احمدی عورت حفیظن بیگم صاحبہ اور ان کے بیٹے ببلو خان کو احمدیت چھوڑنے کے لئے ڈرانے اور دھمکانے لگے جس پر انہوں نے کہا کہ ہم اپنا گاؤں چھوڑ سکتے ہیں مگر احمدیت نہیں چھوڑ سکتے اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ان ملّاؤں نے کہا کہ ہم تمہیں یہاں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔

دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ نو مبائعین کو ثبات قدم بخشتے ہوئے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

ماہ اپریل میں جناب نگران اعلےٰ صاحب یو.پی کے ساتھ تبلیغ کی غرض سے ضلع علیگڑھ کے ۴ مقامات نیز موضع اڑینگ و بہراوتی کا دورہ کیا گیا۔ ۴ نئے مقامات کی تلاش کی گئی ۲ نئی جماعتوں کا قیام بھی ہوا۔ اس ماہ ۲۷۵ بیعتیں ہوئیں۔ ۴ اپریل کو موضع سوسامی میں ۲۶ کو نیا گاؤں میں ۳۴ کو آگرہ شہر کے محلّہ نریپورہ میں جلسہ کیا گیا ۱۷ اپریل کو جناب ایل بی مشرا S.S.P آگرہ اور جناب شوراج سنگھ D.S.P آگرہ ۱۸ اپریل کو شریمتی بیبی رانی موریہ چیئرمین نگر نگم آگرہ اور ۱۹ اپریل کو جناب نریش کمار یادو S.H.O.تاجگنج آگرہ کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

(عقیل احمد سہارنپوری معلّم وقف جدید بیرون آگرہ سرکل یو پی)

عیسائی جلسہ میں تقریر

۱۱ جون کو لکھنؤ میں عیسائیوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں انہوں نے ہر مذہب کے نمائندہ کو شرکت کی دعوت دی اسلام مذہب کی نمائندگی میں خاکسار کو مدعو کیا خاکسار مکرم اشفاق احمد صاحب کے ساتھ وہاں گیا اور وہاں ایک گھنٹہ سے زائد اسلام مذہب میں امن کے ذرائع پر روشنی ڈالی ان لوگوں نے اسلام کے متعلق کئی سوالات کئے جن کے جواب دیئے گئے مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔

(عزیز احمد اسلم سہارنپوری مبلغ سلسلہ لکھنؤ)

کلکتہ میں تربیّتی اجلاس

۱۶ جون کو بعد نماز مغرب وعشاء کلکتہ میں ایک تربیتی جلسہ ہوا تلاوت قران مجید کے بعد مکرم شہزادہ پرویز صاحب نے نظم پڑھی تربیت کے مختلف پہلوؤں پر مقررین نے اچھے رنگ میں روشنی ڈالی مکرم فیروز الدین صاحب انور، مکرم حمید کریم صاحب اور مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب نے تقاریر کی احباب دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے۔

(ایاز احمد بھٹی سیکرٹری تعلیم و تربیت کلکتہ)

کیرنگ میں تبلیغی جلسہ

۲۶ مارچ کو خاکسار نے مع ایک خادم بھدرک سے تقریباً ۵۰ کلو میٹر دور ہاتھی موڑا بستی کا بھی دورہ کیا وہاں پہنچ کر تبادلہ خیالات ہوا بچوں کو یاد کرنے کے لئے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت لکھ کر دیا گیا ۳۰ تاریخ کو جماعت احمدیہ کیرنگ کا سالانہ تبلیغی جلسہ ہوا ہستی باری تعالےٰ کے موضوع پر اڑیہ زبان میں تقریر کی اور غیر مسلم دوستوں سے تبادلہ خیالات کیا یکم اپریل کو جماعت احمدیہ سورو کے جلسہ میں سیرۃ النبی صلعم کے موضوع پر اڑیہ میں تقریر کی۔

(شمس الحق خان معلم وقف جدید بھدرک اڑیسہ)

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

چنتہ کنٹہ ۲۷ جولائی کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز مغرب وعشاء مسجد میں منعقد کیا گیا مکرم سراج احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کی زیر صدارت کاروائی کا آغاز مکرم نذیر احمد صاحب طاہر نائب سرپنچ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ع

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

مکرم بشارت احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا ساڑھے سات بجے تا دس بجے جلسہ جاری رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نظمیں پڑھی گئیں اور آپ کی سیرۃ کے مختلف پہلو بیان ہوئے۔ جلسہ میں جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کے علاوہ جماعت احمدیہ وڈمان سے بھی تقریباً ۳۰ افراد تشریف لائے کل حاضرین کی تعداد ۲۰۰ تھی ۵ غیر احمدی بھی شریک جلسہ تھے جبکہ باہر دیگر غیر احمدی بھی لاؤڈ سپیکر کی مدد سے جلسہ کی کاروائی سنتے رہے۔

جلسہ کے بعد مہمانان کرام اور اسی طرح مقامی احباب و مستورات کے لئے سکرٹری ضیافت مکرم سیٹھ ظہور احمد صاحب کی طرف سے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا اور وڈمان کے مہمانان کرام کو لانے اور لے جانے کے لئے مکرم سیٹھ سہیل احمد صاحب نے سواری کا انتظام کیا خدام و اطفال نے جلسہ کی تیاری میں محنت سے خدمات انجام دیں

(حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ)

کلکتہ ۲۱ اپریل کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ کلکتہ میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد ہوا جسکی صدارت سکرٹری تبلیغ مکرم منظر حسن صاحب نے کی تلاوت و نظم خوانی کے بعد مقررین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مختلف پہلو بیان کئے۔

اسی طرح ۳۰ جون کو بعد نماز مغرب جلسہ سیرۃ النبیؐ کا انعقاد عمل میں آیا جلسہ کی صدارت مکرم سید محمود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کلکتہ نے کی تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد چھ تقاریر ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مطہرہ کے مختلف عنوانات پر روشنی ڈالی گئی۔

(محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ کلکتہ)

بھدرک ۲ اپریل کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ میں جماعت احمدیہ بھدرک نے جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد کیا جلسہ کی صدارت مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ انچارج کٹک اڑیسہ نے کی تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مبلغ کیرنگ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سری نگر، مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے خطاب فرمایا مقامی احباب کے علاوہ سورو اور گڑ پڑا کے پچاس افراد نے بھی شرکت کی مہمانان کے قیام و طعام کا انتظام بھدرک کی جماعت نے کیا۔

(شمس الحق خان معلم وقف جدید بھدرک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی عظیم الشان فتح

تقریر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ

دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات
ہر ایک میداں میں دیں تو نے فتوحات
ہر اک بگڑی ہوئی تو نے بنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

برادرانِ احمدیت! موضوعِ تقریر ہے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی عظیم الشان فتح"۔

دورِ حاضر کے امام اور حضرت خاتم الانبیاءؐ امام الاصفیاءؐ ختم المرسلین فخر النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"سیفی فتح کچھ چیز نہیں اور چند روزہ اقبال کے دُور ہونے سے وہ فتح بھی معدوم ہو جاتی ہے سچی اور حقیقی فتح وہ ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو۔" (ازالہ اوہام ص۷۶۷ طبع اول)

یہ فتح مبین تمام سلسلۂ انبیاء میں سب سے بڑھ کر ہمارے نبیؐ نبیوں کے سردار رسولوں کے فخر تمام مرسلوں کے سرتاج محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر، بے زور، بے کس، اُمّی، یتیم، تنہا، غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں کہ ہر ایک قوم پوری پوری طاقتِ مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہینِ قاطعہ اور حججِ واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے۔ فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا......

آج دنیا میں وہ کونسی کتاب ہے جو ان سب باتوں میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم ص۱۲۶-۱۲۷)

وہ تاجِ قیصر و کسریٰ وہ کرّ و فرّ شاہانہ
ہُوا سب کچھ فدا جونہی محمدؐ کے گدا پہنچے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل مہدی موعود علیہ السلام کے متعلق یہ حیرت انگیز خبر دی کہ

"اَللّٰہُ اَجْوَدُ جُوْدًا وَاَنَا اَجْوَدُ بَنِیْ آدَمَ وَاَجْوَدُھُمْ مِنْ بَعْدِیْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ...... اُمَّۃً وَّاحِدَۃً۔"
(مشکوٰۃ کتاب العلم)

یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر سخی ہے اور میں بنی آدم میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد ایک ایسا بطلِ جلیل نہایت عظیم درجہ کا سخی ہوگا جو علم پانے کے بعد دنیا بھر میں علمِ حق کی اشاعت کرے گا اور قیامت کے دن مجسم امت واحدہ کی حیثیت میں آئے گا۔ اس پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند پایہ اور شہرۂ آفاق لٹریچر اور آپ کے فتح نصیب علم کلام ہی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی منفرد اور عدیم المثال خصوصیت کی بناء پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مجلس مشاورت کے دوران قادیان میں فرمایا تھا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو کر آئے تھے۔ اس لئے آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے۔ اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں تو میں کہوں گا کہ آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کروں گا۔ مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کروں گا۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء صفحہ ۳۹)

سیدنا محمود المصلح الموعودؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیش فرمودہ علم کلام کی نمایاں کامیابی اور دوسروں کی عبرتناک شکست کا ذکر نہایت ولولہ انگیز انداز میں کیا ہے فرماتے ہیں:۔

"اس وقت ہماری جماعت جیسا کہ ظاہر و ثابت ہے عقائد کے میدان میں عظیم الشان فتح حاصل کر چکی ہے اور ہماری اس فتح کا دشمن کو بھی اقرار ہے۔ چنانچہ دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب کہا کہ مسیح ناصریؑ فوت ہو چکے ہیں تو تمام غیر احمدی یک زبان ہو کر پکار اُٹھے کہ یہ کفر ہے۔ یہ کفر ہے چنانچہ اسی بناء پر انہوں نے آپ پر کفر کے فتوے لگائے اور یہ کہا کہ آپ مسیحؑ کی ہتک کرتے ہیں مگر آج چلے جاؤ دنیا میں۔ تعلیم یافتہ لوگوں میں سے بہت سے ایسے نظر آئیں گے جو اب انہیں مُردہ ہی یقین کرتے ہیں۔ اور اگر ایسے نظر آئیں گے جو گو منہ سے اقرار نہ کریں مگر یہ ضرور کہیں گے کہ مسیح زندہ ہو یا مر گیا ہو ہمیں اُس سے کیا تعلق ہے؟ یہ کونسی ایسی اہم بات ہے کہ ہم اُس کے پیچھے پڑیں؟ یہ تبدیلی بتاتی ہے کہ دشمن بھی تسلیم کرتا ہے کہ اب اس حربہ سے وہ ہمارے مقابلہ میں نہیں لڑ سکتا۔

پھر دیکھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو کفر کا فتویٰ لگا اس میں کفر کی ایک وجہ یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کے قائل نہیں گذشتہ علماء میں سے بعض تو گیارہ سو آیتوں کو منسوخ قرار دیتے تھے۔ بعض چھ سو آیتوں کو منسوخ سمجھتے تھے۔ اور بعض اس سے کم آیتیں منسوخ بتلاتے تھے یہاں تک کہ تین آیتوں کے نسخ کے قائل تو وہ بھی تھے جو نسخ کے جواز کو خطرناک خیال کرتے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ سب لغو اور بیہودہ باتیں ہیں۔ سارا قرآن ہی قابل عمل ہے۔ اور پھر جن آیتوں پر اعتراض کیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ یہ منسوخ ہیں ان کے آپ نے ایسے عجیب و غریب معارف بیان فرمائے کہ یوں معلوم ہونے لگا کہ اصل آیتیں قرآن کی تو یہی ہیں۔ اور ایک ایسا مخفی خزانہ اُن میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکال کر باہر رکھ دیا کہ دنیا حیران ہو گئی کہ اب تک یہ اُمور ہماری نظروں سے کیوں پوشیدہ تھے۔ لیکن اس وقت جب آپ نے یہ باتیں کہیں آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ آپ کو برا بھلا کہا گیا۔ اور آپ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلایا گیا۔ حالانکہ یہ ایک ایسا لطیف نکتہ تھا کہ اگر دنیا کی کسی عقلمند قوم کے سامنے اسے پیش کیا جاتا تو اُس پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہو جاتی مگر آج جاؤ اور دیکھو کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ تمہیں نظر آئے گا کہ سَو میں سے ننانوے مولوی کہہ رہا ہے کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور وہ انہی آیتوں کو جن کو پہلے منسوخ کہا کرتے تھے قابل عمل قرار دیتے اور اُن کے وہی معنی کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے۔

غرض عقائد کے بارہ میں تو ہم نے مخالفین کو ہر میدان میں شکست دی ہے۔"

(انقلاب حقیقی صفحہ ۱۰۲-۱۰۳)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے مبارک الفاظ میں جس حقیقت کا اجمالی رنگ میں ذکر فرمایا ہے جب ہم اس کی تفصیلات پر نظر ڈالتے ہیں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔

اہل عالم نے حضرت اقدسؑ کے جدید علم کلام کی بے پناہ مقبولیت اور غیر معمولی برتری کا پہلا چمکتا ہوا نشان دسمبر ۱۸۹۶ء کے آخر میں دیکھا جبکہ جلسہ مذاہب عالم میں آپ نے مجوزہ سوالات پر قرآن مجید کے دعویٰ اور دلیل کو پیش کر کے دیگر تمام مذاہب پر اسلام کا غلبہ اس شان کے ساتھ نمایاں کر دکھایا کہ اپنے اور بیگانے عش عش کر اُٹھے اور ہر طرف اسلام کی فتح کے نقارے بج گئے۔

کلکتہ کے اخبار "جنرل و گوہر آصفی" نے ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں "جلسہ اعظم منعقدہ لاہور" اور "فتح اسلام" کے دہرے عنوان سے لکھا:۔

"صرف ایک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدانِ مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے اور اس انتخاب کو راست کیا ہے جو خاص آپ کی ذات کو اسلامی دلیل مقرر کرنے میں پشاور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ شاہ پور۔ بھیرہ۔ خوشاب۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ وزیر آباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ لدھیانہ۔ شملہ۔ دہلی۔ انبالہ۔ ریاست پٹیالہ۔ کپورتھلہ۔ ڈیرہ دون۔ الٰہ آباد۔ مدراس۔ بمبئی۔ حیدرآباد دکن۔ بنگلور وغیرہ بلاد ہند کے مختلف اسلامی فرقوں سے وکالت ناموں کے ذریعہ مزیّن بہ دستخط ہو کر وقوع میں آیا۔ حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچی فطرتی جوش سے کہہ اُٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔"

اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی نے یکم فروری ۱۸۹۷ء کے شمارہ میں "جلسہ اعظم مذاہب" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

"...... ان لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روحِ رواں تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا۔ ۲۷ دسمبر کو قریباً ۴ گھنٹے اور ۲۹ کو ۲ گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ کُل چھ گھنٹہ میں یہ لیکچر تمام ہوا جو حجم میں سَو صفحہ کلاں تک ہوگا۔ غرض کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین

لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سُنا۔ دیگر مذاہب میں سے جتنے لوگوں نے لیکچر دیئے سچ تو یہ ہے کہ جلسہ کے مستفسرہ سوالوں کے جواب بھی نہیں تھے۔ عموماً سپیکر صرف چوتھے سوال پر ہی رہے اور باقی سوالوں کو انہوں نے بہت ہی کم مس کیا۔ اور زیادہ تر اصحاب تو ایسے بھی تھے جو بولتے تو بہت تھے مگر اُس میں جاندار بات ایک آدھ ہی ہوتی۔ تقریریں عموماً کمزور سطحی خیالات کی تھیں بجز مرزا صاحب کے لیکچر کے جو اُن سوالات کا علیحدہ علیحدہ مفصل اور مکمل جواب تھا اور جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سُنا اور بڑا بیش قیمت اور عالی قدر خیال کیا۔ ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں نہ اُن سے ہم کو کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم فطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل سوالوں کے جواب (جیسا کہ مناسب تھا) قرآن شریف سے دیئے۔ اور تمام بڑے بڑے اصول و فروع اسلام کو دلائلِ عقلیہ اور براہینِ فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلامِ الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسائلِ قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظِ قرآنی کی فلالوجی اور فلاسوفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرض کہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ ہیئتِ مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفۂ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہلِ مذاہب ششدر رہ گئے۔ کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت۔ تمام ہال اُوپر نیچے سے بھر رہا تھا اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس قدر آ گری جیسے شہد پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے لطفی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اُٹھ جاتے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا لیکچر بالکل معمولی تھا۔ وہی مُلّانی خیالات تھے جن کو ہم لوگ ہر روز سُنتے ہیں اُس میں کوئی عجیب و غریب بات نہ تھی اور مولوی صاحب موصوف کے دوسرے حصہ لیکچر کے وقت پر کئی شخص اُٹھ کر چلے گئے تھے مولوی ممدوح کو اپنا لیکچر پورا کرنے کے لئے لالہ دُرگا پرشاد صاحب نے آپ سے آپ دس پندرہ منٹ اجازت دے دی۔ غرض کہ وہ لیکچر ایسا پُر لطف اور ایسا عظیم الشان تھا کہ بجز سُننے کے اُس کا لطف بیان میں نہیں آ سکتا۔ مرزا صاحب نے انسان کی پیدائش سے لے کر معاد تک ایسا مسلسل بیان فرمایا اور عالمِ برزخ اور قیامت کا حال ایسا عیاں فرمایا کہ بہشت و دوزخ سامنے دکھا دیا۔ اِسلام کے بڑے سے بڑے مخالف اُس روز اِس لیکچر کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ چونکہ وہ لیکچر عنقریب رپورٹ میں شائع ہونے والا ہے اس لئے ہم ناظرین کو شوق دلاتے ہیں کہ اس کے منتظر رہیں۔ مسلمانوں میں سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا طرزِ بیان بھی کسی قدر اچھا تھا لیکن لیکچر عموماً وعظ کی قسم کا تھا فلسفیانہ ڈھنگ کا نہیں تھا جس کی جلسہ کو ضرورت تھی۔

.... بہر حال اس کا شکر ہے کہ اِس جلسہ میں اِسلام کا بول بالا رہا۔ اور تمام غیر مذاہب کے دلوں پر اِسلام کا سکّہ بیٹھ گیا۔ گو زبان سے وہ اقرار کریں یا نہ کریں۔"

اِس عظیم معرکہ کے چند سال بعد حضرت اقدسؑ نے وفات مسیح کے زبردست ہتھیار سے نہ صرف پادری لیفرائے بلکہ ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست فاش دی۔

اِن اعترافات کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ چنانچہ امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد نے اخبار وکیل میں حضرت اقدسؑ کے وصال پر دو زور دار نوٹ لکھے پہلے نوٹ کا ایک حصہ بھی آپ حضرات سماعت فرما چکے ہیں دوسرے نوٹ کے چند فقرات اس وقت مَیں پڑھنا چاہتا ہوں۔ مولانا آزاد نے فرمایا :-

"۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور آریوں سے جو مباحثات اُنہوں نے کئے تھے اُن کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید اور اِسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں اُنہوں نے تصنیف کی تھیں اُن کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہُوا وہ اب تک نہیں اُترا اُن کی ایک کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو اُن آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دُنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے غرض کہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی مذہبی دُنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے۔"

(اخبار وکیل ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

شمالی ہند کے مشہور مسلمان صحافی مولانا سیّد حبیب صاحب مدیرِ سیاست لاہور نے اپنی کتاب تحریک قادیان صفحہ ۲۰۹ پر لکھا:-

"اُس وقت جب کہ آریہ اور مسیحی مبلغ اِسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے اکّے دُکّے جو علماءِ دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموسِ شریعتِ حقہ کے تحفظ میں مصروف ہو گئے مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہُوا اُس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اُترے اور اُنہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اُپدیشکوں کے مقابلہ میں اِسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیّہ کر لیا..... مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خُوبی و خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹّے کر دیئے اِسلام کے متعلق اُنکے بعض مضامین لاجواب ہیں..... عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی خدمات کی وجہ سے مسلمانوں نے انہیں سر پر بٹھایا اور دلوں میں جگہ دی۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے انقلاب انگیز لٹریچر سے کس طرح برصغیر پاک و ہند کے مشہور مسلم زعماء۔ علماء۔ مناظر۔ صحافی۔ قانون دان اور ادیب و شعراء وسیع پیمانے پر استفادہ کر رہے ہیں اور حضور کے نظم و نثر کے صفحات اپنے نام پر چھاپ رہے ہیں اس کی تفصیلی رُوداد مَیں اپنے مقالہ "چودھویں صدی کا علمی شاہکار" میں سپردِ اشاعت کر چکا ہوں۔

ایک تازہ اور نہایت دلچسپ مثال ہندوستان کے ایک نامور اہلحدیث عالم کی اس موقع پر پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنی تقریر میں حضرت اقدسؑ کا نام لئے بغیر حضور کے بعض مشہور اشعار پڑھے اور پورے مجمع پر وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ چنانچہ مولانا عبدالرؤف رحمانی صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈے نگر نیپال کا بیان ہے کہ :-

"ختمِ نبوّت کے فلسفہ پر سالانہ انجمن کے موقعہ پر ہم کو اور ہمارے کچھ رفقاء کو خطاب کرنے کے لئے کہا گیا۔ صدر انجمن مولانا محمد جوناگڈھی مرحومؒ کے حکم کے مطابق مجھے صرف پانچ ہی منٹ کا موقع ملا۔ دار الحدیث رحمانیہ کا ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہُوا تھا۔ جب مَیں نے تقریر کرنا شروع کیا تو پانچ منٹ کی تقریر میں تین مرتبہ لوگوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور تقریر کے خاتمہ پر مَیں نے جب یہ دو شعر پڑھے ؂

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

تو پورا مجمع مسحور ہو گیا اور مولانا احمد اللہ صاحب بھی بہت متاثر ہوئے اور رو پڑے۔ جب مَیں سٹیج سے نیچے اُترا تو مولانا نے مجھ سے فرمایا بیٹے تم نے ہم کو رُلا دیا۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۸ر جولائی ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۷-۱۸)

(باقی آئندہ)

نمایاں کامیابیاں اور درخواست دُعا

★ عزیز مکرم میر شہاب الرحمٰن صاحب ابن مکرم میر عبد الوہاب صاحب آف آسنور نے مولا کریم کے فضل سے ریجنل انجینئرنگ کالج سرینگر سے B.E (BACHELOR OF ENGINEERING "CIVIL") میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے اس سلسلے میں عزیز کو اعزازی سرٹیفیکیٹ عطا کیا گیا ہے۔ عزیز حضرت میر عبد الرحمٰن صاحب صحابیؓ کے پوتے ہیں۔

★ عزیز مکرم ڈاکٹر اکرام اللہ صاحب ٹاک ابن مکرم حبیب اللہ صاحب ٹاک یاری پورہ نے اللہ کے فضل و کرم سے S.K.U.A. SCIENCE AND TECHNOLOGY SRINAGAR سے اوّل پوزیشن حاصل کی ہے عزیز موصوف کو اس مقصد کے لئے منعقد کئے گئے FUNCTION پر اعزازی سرٹیفیکیٹ دیا گیا اور عزیز کی شرافت اعلیٰ کردار اور محنت کی تعریف کی گئی۔ دونوں عزیزان کی صحت و سلامتی آئندہ مزید ترقیات کے لئے درخواست دُعا ہے۔ اعانت بدر ۵۰/- روپے (عبد الحمید ٹاک یاری پورہ)

★ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے عزیزہ مظہر احمد خان صاحب آف بوکارو کو (N.T.S.E) NATIONAL TALENT + SEARCH EXAMINATION کے تین راؤنڈ کے امتحان میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ انہیں سکالر شپ کے لئے چن لیا گیا ہے جو دورانِ تعلیم ملتا رہے گا۔ پہلی قسط ۱۷۰۰/- روپے ہے۔ عزیز نے یہ رقم بطور شکرانہ مختلف مدات میں ادا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ عزیز مزید ترقیات اور بقیہ امتحانات میں نمایاں کامیابی اور بہترین ڈاکٹر بننے کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔

اسی طرح عزیزہ اپنے بھائی منصور احمد اور بہن مسرت الماس جو کہ کٹک میں M.B.B.S میں پڑھ رہے ہیں کی نمایاں کامیابی اور والد صاحب کی صحت و تندرستی کے لئے بھی درخواست دُعا کرتے ہیں۔

بقیہ اداریہ صفحہ نمبر ۲

انتہا پسندانہ کارروائیوں کا پردہ آج فاش ہوا ہے عجیب بات ہے۔ وہ انتہا پسندانہ کارروائیاں سوائے اس کے اور کون سی ہیں کہ جماعت میڈیکل کیمپ لگاتی ہے سکول و مدارس کھولتی ہے مساجد و مشن ہاؤس قائم کرتی ہے اور دکھی انسانیت کی ہر رنگ میں مدد کرتی ہے۔ نیپال میں بھی اس کا سکول ہے اور متعدد طبی کیمپ لگا چکی ہے اور اب تو انٹرنیشنل ایم ٹی۔ اے کے ذریعہ دنیا کے چپہ چپہ پر لوگ احمدیت سے متعارف ہو رہے ہیں۔ دنیا بھر میں اس کی تبلیغی تعلیمی تربیتی اور رفاہی مساعی ڈش انٹینا لگا کر ہر جگہ دیکھی جا سکتی ہے جماعت کا ڈش انٹینا ستھول گاؤں میں لگایا گیا تھا کہ وہاں کے لوگ بھی اس بے بہا قیمتی خزانہ سے مستفید ہو سکیں بعض شر پسند عناصر کی شکایت پر گورنمنٹ یہ ڈش اتروا کر لے گئی تھی اور بعد تحقیق باعزت واپس کر دیا ہے اور اب پھر چشمۂ فیض بہانے میں سرگرم عمل ہے اس کے بنیادی پروگرام لندن سے براہ راست نشر ہوتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین کے خصوصی پروگرام کے علاوہ بے شمار علمی پروگرام ۲۴ گھنٹے نشر کئے جاتے ہیں جن میں نہ کوئی گندے اشتہار ہیں نہ ہی فحش فلمیں اور ناچ گانے اور نہ ہی کوئی قابل اعتراض بات خالص اسلامی اور معلوماتی پروگرام دنیا کی مختلف زبانوں میں دکھائے جاتے ہیں کہیں بھی جماعت احمدیہ کا تعلق کسی انتہا پسند تنظیم سے نہیں بلکہ عالمگیر سطح پر جماعت احمدیہ کا کردار بالکل صاف ہے ہاں دوسری مسلم تنظیمیں مذہبی منافرت پھیلا رہی ہیں جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کوئی بھی اسلامی ملک ایسا نہیں جہاں مذہب کے نام پر خون خرابہ نہ ہو رہا ہو۔ اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے بھی کہیں جماعت نے بغاوت یا قانون شکنی یا انتہا پسندی کا سہارا نہیں لیا۔ اور دُنیا بھر میں جماعت احمدیہ اسکولز ہسپتال قائم کرنے کے علاوہ دیگر ذرائع سے خدمت انسانیت کر رہی ہے کسی ایک ملک کی طرف سے بھی ایسی شکایت جماعت احمدیہ کے خلاف نہیں دکھائی جا سکتی جو جماعت احمدیہ کی امن پسندی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ آٹھ سال سے نیپال میں جماعت احمدیہ کے مراکز قائم ہیں اور خدمت انسانیت میں مصروف ہیں۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ سکھوا پرسونی کا خورشید عالم لالچ میں آکر قادیانی ہو گیا تھا اور چار سال غیر ملک (پنجاب) میں تعلیم حاصل کر کے لوٹا ہے وہ اب اس جماعت کی انتہا پسندانہ کارروائیاں دیکھ کر تائب ہو گیا ہے۔

اس سراسر جھوٹے پروپیگنڈے کے متعلق صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ موصوف آج بھی جماعت کے سرگرم مبلغ کی حیثیت سے خدمت اسلام بجا لا رہے ہیں۔ جھوٹ بولنے والے لوگوں کے متعلق ارشاد خداوندی کے مطابق ہم یہی انعام دینا کافی سمجھتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

آخر پر یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت امام مہدی و مسیح موعود کو ماننے والی حقیقی اسلامی جماعت ہے جس کے امن بخش اصول اور عقائد اور ہمدردانہ مساعی دُنیا بھر میں جانی جاتی ہے۔ ۱۵۰ ممالک میں مراکز قائم ہو چکے ہیں اور دن رات ترقی کر رہی ہے۔ اس کے مرکز قادیان ربوہ اور لندن میں قائم ہیں اس کے متعلق کئی غلط باتیں بھی پھیلائی جاتی ہیں۔ پس سنی سنائی باتوں میں آنے کی بجائے خود تحقیق کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک سچی جماعت کی مخالفت کر کے عذابِ خدا کے مورد بنیں۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

وما علینا الا البلاغ

:-(قریشی محمد فضل اللہ):-

امتحان دینی نصاب

سال ۱۹۹۶ء کے لئے نظارت دعوۃ وتبلیغ نے جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "**اسلامی اصول کی فلاسفی**" بطور نصاب مقرر کی ہے جس کا امتحان ۱۰ نومبر بروز اتوار ہوگا۔

مبلغین، معلمین اور عہدیداران جماعت سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس امتحان میں شامل کرنے کی سعی کریں امتحان میں شامل ہونیوالوں کے اسماء مع ولدیت نظارت ھذا میں بھجوا دیں (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

منتخب اشعار

۱۹۳۴ء میں احرار کی یورش کے جواب میں حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کی نظمیں بعنوان "بیان اہل درد" جماعت میں اس قدر مقبول ہوئیں کہ بعض دیگر احمدی شعراء نے بھی اسی زمین میں طبع آزمائی کی۔ چند متفرق اشعار ان نظموں سے درج کئے جاتے ہیں۔

جوش غم سینے میں لب پر نالہائے جاں گداز
ایک ہنگامہ بپا ہے درمیان اہل درد
چشم گریاں سینہ بریاں رنگ زرد و آہ سرد
یہ ثبوتِ اہلِ غم ہے یہ نشانِ اہلِ درد
بے محابا ہنسنے والے یہ ہنسی اچھی نہیں
آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے فغانِ اہلِ درد
عرش تک پہنچا ہے شورِ نالہ ھائے نیم شب
صبر اے مختار صبر، اے ترجمان اہل درد

(الفضل ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء)

حضرت مختار سے سن کر بیان اہلِ درد
نغمہ ریزی کر رہے ہیں بلبلانِ اہلِ درد
اہل دل ہیں وجد میں سن سن کے نظمیں آپ کی
زندہ باد اے شاعرِ شیریں زبانِ اہلِ درد
ہیں وہی پیارے خدا کو جن کے دل میں درد ہے
درد ہی اس نے بنایا ہے نشانِ اہلِ درد
گرتے پڑتے سر کے بل پہونچے درِ محبوب تک
مرحبا شاباش اے زندہ دلانِ اہلِ درد

(حافظ سلیم احمد اٹاوی۔ الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

چشم تر کے آنسوؤں میں آگ کی تاثیر ہے
برقِ خرمن سوز ہے سیلِ روانِ اہلِ درد
درد سے ہے زندگانی درد مندوں کے لئے
کھیلتی ہے درد دل کے ساتھ جانِ اہلِ درد
آگ سے گلہائے تر پیدا کئے ہیں درد نے
پھول برساتی ہے چشمِ خونچکان اہلِ درد
سنگ خارا کا کلیجہ ہو کے پانی بہہ گیا
درد میں ڈوبی ہوئی تھی داستان اہلِ درد

(برکت علی لائق۔ الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء)

حضرت مختار آں جانِ جہانِ اہلِ درد
یک طلسم انگیخت بہرِ امتحانِ اہلِ درد
عشق چوں دستاں سر آید دیدہ گرد و اشکبار
دل شود در سینہ خوں از داستان اہلِ درد

(مولانا حکیم عبید اللہ بسمل۔ ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء الفضل)

(مرسلہ انور ندیم علوی۔ نوابشاہ)

اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل افراد کو اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے احباب مطلع رہیں (ناظر امور عامہ قادیان)

۱۔ مکرم رشید احمد صاحب ملکانہ قادیان
۲۔ " حمید احمد صاحب ناصر ابن مکرم محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان
۳۔ " مبارک احمد شیخوپوری ابن مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری قادیان
۴۔ " نذیر محمد صاحب پونچھی سابق کارکن دفتر جلسہ سالانہ
۵۔ " اختر حسین صاحب ٹھیکیدار قادیان
۶۔ " مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ سلسلہ
۷۔ " نصیر احمد کشمیری ابن مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مرحوم سابق مبلغ
۸۔ " عبد الباسط ابن مکرم عبد العزیز صاحب آف بڈھانوں
۹۔ " سید عبد الماجد صاحب رضوی آف کشمیر حال مقیم کلکتہ

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PSPER FOR INDIA AT NO - RN 61/57
FAX - 01872 - 20105 ☎ 01872-20757
THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516
DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)
VOL - 45 THURSDAY, 15TH AUGUST 1996 ISSUE NO - 33

بقیہ: صفحہ اول

ایم ٹی اے کے لئے مختلف پروگراموں کی تیاری سے متعلق تفصیلی ہدایات

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء)

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ امریکہ و کینیڈا کے حوالہ سے بتایا کہ وہاں بعض دوست بہت دور سے لمبے سفر کر کے آئے مگر انہیں ذاتی ملاقات کا وقت نہ مل سکا۔ اگرچہ وہاں ہزاروں ملاقاتیں ہوئیں لیکن جو خاص طور پر دور سے ملاقات کی نیت سے آئے تھے ان میں سے بعض کو انفرادی ملاقات کا موقعہ نہ مل سکا اور یہ امران کے لئے تکلیف کا موجب بنا۔ حضور نے بتایا کہ اتنی بڑی تعداد میں جہاں افراد ہوں وہاں ہر شخص سے ملاقات ناممکن ہے اور جب ہوتی ہے تو اتنی مختصر ہوتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اتنی بلندی وقت ختم ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ میری وقت کی بے اختیاریاں ہیں۔ اب جو آنے والے ہیں وہ بھی اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ملاقاتوں کا سلسلہ بہت بڑھ چکا ہے۔ حضور نے فیملی ملاقاتوں کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ملاقات کوئی ایسا معاملہ نہیں جو انصاف کے دائرے سے تعلق رکھتا ہو۔ جس میں لازم ہو کہ ہر ملاقات کی خواہش رکھنے والے کو ضرور ملاقات کا موقعہ دیا جائے۔ ملاقات ایک ذاتی حق ہے۔ جن سے ملاقات ہو جاتی ہے چونکہ وہ محض للہ ہے اس پر میں شکریہ کا محتاج نہیں۔ مگر جس سے ملاقات نہ ہو اس پر شکوہ کا کوئی موقعہ نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جلسوں کے موقعہ پر جو اجتماعی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملاقات نہیں۔ سوال و جواب کی مجالس میں جب ہم اکٹھے بیٹھتے ہیں تو وہ بھی ملاقات ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح جلسوں میں جو گھنٹوں آپ کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرتا ہوں وہ بھی ملاقات ہی ہے۔

حضور نے ایک دفعہ پھر ایم ٹی اے کے لئے دلچسپ، معلوماتی، مفید اور متنوع پروگرام تیار کر کے بھجوانے کے لئے تاکید فرمائی اور تفصیل سے اپنے منشاء کو مثالوں کے ساتھ واضح فرمایا۔ حضور نے یوگنڈا کی مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ مثلاً وہاں کی تاریخ، جغرافیہ، اقتصادیات، وہاں کی پیداوار۔ اس کے علاوہ وہاں کی مشہور وکٹوریہ جھیل کے متعلق پروگرام بن سکتے ہیں۔ مختلف مناظر کو داخل کرتے ہوئے ٹھوس تحقیقات پر مبنی تبصرے ساتھ ہوں۔ اسی طرح مثلاً وہاں احمدیت کب آئی وہ لوگ کون تھے۔ کہاں دفن ہیں، وہاں کی زبانیں۔ سیاست کے کن ادوار سے یوگنڈا کو گزرنا پڑا۔ اس پر غیر قوموں نے کب قبضہ کیا۔ اس سے پہلے [illegible] ہیں۔ بہت سے مضامین ہیں جن پر فلمیں تیار ہو سکتی ہیں۔ پھر وہاں کے مبلغین کی تاریخ ہے۔ کون کون مبلغ وہاں آئے [illegible] حالات سے گزرنا پڑا۔ کس تنگی ترشی سے گزارے کئے۔ وہاں کے ابتدائی مقامی احمدیوں کے حالات۔ ان کے معاندین نے ساتھ کیا ہوا۔ مختلف مقابلوں کے وقت کس طرح خدائی تائیدات ظاہر ہوئیں۔ یہ سب یوگنڈا کی تاریخ سے تعلق رکھنے والے واقعات ہیں۔ ان کو سجا کر عمدگی سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کہ کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ تقریر ہو رہی ہے۔ اس کے لئے ایسی ٹیموں کی ضرورت ہے جو طوعی طور پر اپنے سپرد کوئی ذمہ داریاں کر لیں۔

حضور نے فرمایا ۔ جب ایم ٹی اے کے لئے پروگرام بنائیں تو اس سے پہلے جتنی نصیحتیں پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں دے چکا ہوں ان کو یکجائی طور پر سامنے رکھیں، غور سے پڑھیں اور اس کی روشنی میں پروگرام بنائیں۔ ہر پہلو سے اپنے اپنے ملک کی تصویر اس طرح پیش کریں کہ سننے اور دیکھنے والے کی تشنگی دور ہو۔ پھر اس وقت کے امکانات کو بھی کھول کر سامنے رکھیں مثلاً یوگنڈا کی بات ہو رہی ہے تو وہاں تجارت کے کیا امکانات ہیں۔ اگر وہاں چوری کی عادت ہو تو اس کا سدباب کوئی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ وہاں امپورٹ ایکسپورٹ کی کیا کیفیت ہے۔ انڈسٹری کا کام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ پھر اگر وہاں جماعت کی وساطت سے بعض تصدیقات حاصل کی جا سکتی ہیں تو اس کا بھی ذکر ہو۔ پھر وہاں کی زبانیں ہیں ان کا تعارف، وہاں کے شعراء اور ادیبوں کا ذکر، ان کی کھیلیں، کھانے کے طریق، وہاں کے پھل، کاشتکاری کے طریقے، بے شمار موضوعات ہیں جن پر فلمیں بنائی جا سکتی ہیں۔ ان میں انسان کی دلچسپی تو ہے لیکن ان میں کوئی بدپہلو نہیں ہے اور علم کے بڑھنے کا جو لطف ہے اگر کسی کو یہ عادت پڑ جائے تو یہ سب سے بڑا نشہ ہے۔ علم میں ایک ایسی لذت ہے جس سے انسان کے اندر وسعتیں پیدا ہوتی ہیں۔ علم کی لذت دل میں جاگزیں ہو جائے تو اس سے کردار کی عظمت بھی پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایم ٹی اے کا یہ بھی کام ہے کہ اس ملک کے علم الابدان یا سائینسز کی کیفیات بھی بتائے ۔ کس قسم کے سائنس دان اس ملک میں پیدا ہوئے۔ ان کے حالات، ان کے ادب کی تاریخ۔ وہاں کی کہانیاں جو بہت شہرت پا گئیں۔ اپنے ملک کے لطائف بھی بتائیں۔ ہر ملک کا اپنا ایک ذوق ہے۔ پھر تعارف میں یہ بھی بتائیں کہ یہ لوگ کون کون سی باتیں ناپسند کرتے ہیں۔ یہ باتیں ہمارے مبلغین اور داعیان الی اللہ کے لئے بہت ضروری اور مفید ہونگی۔ ہر قوم کے مزاج، ان کی پسند اور ناپسند کا علم ہو تاکہ عالمی حیثیت سے ہم ایک داعی الی اللہ کی حیثیت سے ابھر سکیں۔ شعراء کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی بچے اچانک ان کا معروف نغمہ شروع کر دیں۔

حضور ایدہ اللہ نے اس بارہ میں تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ پھر اس کے برعکس اپنی زبانوں میں بھی پروگرام بنائیں تاکہ آپ کے ملک کے لوگوں کو باقی دنیا کے حالات کا علم ہو۔ اور نہ صرف انٹرنیشنل طور پر سمجھی جانے والی زبانوں یعنی اردو اور انگریزی میں پروگرام دیں بلکہ اپنی ملکی زبانوں میں بھی پروگرام تیار کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے ملک کی دینی جماعتوں کا تعارف، علماء کے حالات، دینی تعلیم کا معیار، اخلاقی حالت، بین الاقوامی تجارتیں۔ جب ان چیزوں سے باہر کی دنیا کو روشناس کرائیں گے تو اس کے ساتھ ساتھ جب تک اپنی زبانوں میں باہر کی دنیا کے حالات کی فلمیں نہیں بنائیں گے آپ کے ملک میں ایم ٹی اے میں دلچسپی پیدا نہیں ہو سکتی۔

حضور نے افریقن احمدیوں کے خوشی کے مواقع پر فطرت کے پاکیزہ اظہارات کا ذکر کرتے ہوئے ان کے نمونے بھی پروگراموں میں داخل کرنے کا ذکر فرمایا۔ حضور نے ایم ٹی اے کے متعلق فرمایا کہ ہمارے پروگراموں میں جو جذب ہے وہ سچائی کا جذب ہے۔ پروگرام بنانے میں بناوٹ نہ آنے دیں۔ ان خصوصیات کے بغیر ایم ٹی اے دنیا کے دل جیت نہیں سکتی۔

حضور ایدہ اللہ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے احمدیوں کو اپنے اپنے ملکوں کی اچھی فلمیں بنانے کی توفیق دے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر ٹی وی پروگرام کے لئے پہلے تحقیق ہونی چاہئے۔ صرف ظاہری نظاروں پر اسے کھڑا نہ کریں۔ میں نے ہدایت کی تھی کہ اپنے بچوں اور بڑوں، لڑکوں اور لڑکیوں کو تحقیق کے کاموں میں شامل کریں۔ ان پروگراموں سے گھر بیٹھے دنیا کے ہر احمدی کو تمام دنیا کی وہ باتیں معلوم ہوں جن کا معلوم ہونا اس کے علم میں بھی اضافہ کرتا ہے اور اسے بہترین داعی الی اللہ بنانے میں مفید و مددگار رہے۔ بہترین، دلچسپ، اعلیٰ درجہ کے معلوماتی اور نغماتی پروگرام پیش کرتے ہیں اور جلسہ (برطانیہ) سے پہلے کوئی نہ کوئی نمونے کی فلم ضرور بنا کر لائیں۔

تصحیح

بدر کے شمارہ نمبر ۲۸ تا ۳۱ کے صفحہ اول پر جلد نمبر سہواً ۴۸ لکھا گیا ہے جبکہ جلد ہذا کا نمبر ۴۵ ہے۔ قارئین اس کی درستی فرمالیں۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

درخواستہائے دعا

• مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب کا ہرنیا کا آپریشن احمدیہ ہسپتال قادیان میں یکم اگست کو ہوا ہے موصوف ہسپتال میں داخل ہیں کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

• ان دنوں قادیان میں بخار کی وباء عام ہے اور متعدد افراد اس کا شکار ہیں سب کو شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

• مکرم ناصر احمد صاحب آف محبوب نگر کے والد مکرم معین الدین صاحب (ا.ی) ہارٹ کے مریض ہیں طبیعت زیادہ خراب ہے ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۲۵ روپے۔

(بشارت احمد حیدر، قادیان)

ارشاد نبوی
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنگ لین کلکتہ - 700001
فون نمبر
2430794·2481652·248522

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649-04524

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

طالب دعا :— محبوب عالم ابن مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081